

چیری کا رخ



مترجم

نواب زیدی

مصنف

استون چٹوٹ

عظیم دوسی ادیب
انتون چیخوف
کا لافانی شاہکار

چیری کا باغ

مترجم
زاہدہ زیدی

بار اول _____ اگست ۲۰۰۰ء
تعداد _____ ۵۰۰
قیمت _____ ۲ روپے

سہرا ورق _____ فیض احمد
خطاط _____ منظور الہی
مطبوعہ : جہاں پر رنگ پریس لاہور

مطبوعہ کا پتہ
۲۲۔ ذاکر باغ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

انتساب

محترم دوست ابراہیم القاضی کے نام

زاہدہ فریدی

اس ترجمے کے جملہ حقوق بحق مترجم
محفوظ ہیں۔ اشاعت، ہوا و کاسٹ
ٹیلی وژن یا شیخ پبلشنگز اور ملنگوالی
کے لئے مترجم سے تحریری اجازت
حاصل کرنا ضروری ہے۔

دونیا شا — (ادو تیا فیو دوروتا) ایک اوپر کے کام کی

نوجوان خاومہ

فیرس — (فیرس نکولا فی دھ) ایک پٹا ملازم۔ مر

سٹاشی سال

یا شا — ایک نوجوان خدو

ایک آوارہ گرد

سٹیشن ماسٹر

پوسٹ آفس کا کلرک

پرسنٹر — میڈم رافو سکایا کا آبائی مکان اور جائیداد

چیری کا باغ

افراد ڈرامہ

رانو سکایا — یو یو ایدر یونا — ایک جاگیر دار خاتون

آنیسا — اس کی بیٹی (عمر ستر سال)

واریا — (داردارا میسلونا) اس کی صف بھرتی بیٹی۔ عمر چوبیس سال

گاویلو — لیونڈا کے دھ (سونا) میڈم رافو سکایا کا بھائی

لوپاخن — یروملانی لکسی دھ — ایک سروان دار

ترونی موٹ — پیوڈ سرگی دھ (پیتیا) ایک طالب علم

سینٹوف پشک — بوریس بوری سووچ — ایک زمیندار

شارلوتا اوانونا — ایک جرمن گورنر

یانی جوووف — سینٹوف پشک دھ — میڈم رافو سکایا کی

جاگیر پر کام کرنے والا کلرک

تھی۔ تم نے مجھے جگہ کیوں نہ دیا۔

دونیا شا : میرا خیال تھا کہ آپ جاچکے ہیں (کان لگا کر سنتی ہے) معلوم ہوتا ہے وہ لوگ اسے ہیں۔

لو پاخن : (سنتا ہے) انہیں۔ انہیں ابھی وہاں سامان بھی تو اترنا ہوا اور

بھلا بہت سے چکر مارتے ہیں۔ (وقف) لیو یو واغدا یو نا پاخی سال سے وطن سے باہر تھیں معلوم نہیں ان میں اب تک کیا کیا تبدیلیاں ہو گئی

ہوں گی۔ اس وقت تو وہ بہت نیک خاقان تھیں سیدھی سادی اللہ خوش باش۔ مجھے ابھی طرے یاد ہے کہ جب میں تقریباً ۱۰ سال کا تھا

تو میرے باپ نے۔۔۔ میں کی اس وقت گاؤں میں ایک چھوٹی سی دکان تھی۔۔۔ مجھے بڑے زور سے چھڑ مارا اور میری ناک سے خون

پھرنے لگا۔۔۔ اس وقت ہم کسی کام سے جاگیر پر آتے ہوئے تھے۔ اور میرے باپ نے شراب پی لی تھی۔۔۔ یہ سب مجھے ایسے یاد

ہے جیسے کہ ان کی بات ہو۔۔۔ وہاں تو لیو یو واغدا یو نا جو اس وقت تک فرحان اور نازک نام تھیں۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں۔۔۔ وہی مکہ

میں۔۔۔ یہ اس وقت بچوں کا مکہ تھا۔ وہ مجھے ہاتھ دھونے کی چیمبی کے پاس لائیں اور کہنے لگیں "وہ دولت کسان کے لڑکے۔۔۔ جب تم

بڑے ہو کر شادی کے قابل ہو گے اس وقت تک تمہارا زخم بھر چکا ہوگا" (وقف) "کسان کے لڑکے" انہوں نے ضحک سی کہا تھا میرے

باپ کسان ہی تو تھے۔۔۔ اور اب مجھے دیکھئے میں سفید کرٹا

پہلا ایکٹ

ایک مکہ جو کبھی بچوں کا مکہ تھا ادب اب بھی نرمی کہلاتا ہے۔ اس میں کئی دودھ سے بھرے ہیں جس سے ایک دودھ آٹیا کے کرے میں گھٹا چھ طرح آفتاب کا وقت ہے۔ کھڑکیاں بند ہیں، لیکن ان سے جیری کے درخت نظر آ رہے ہیں جن پر شگوفے فوٹ چکے ہیں، ہنسی کا ہیمنہ بٹے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ باغ میں پلا پڑا ہے۔

(دونیا شا ایک صلیب نئے داخل ہوتی ہے۔ لو پاخن بھی داخل ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے)

لو پاخن : متا کرے گاڑی آجی ہے، کیا وقت ہوگا؟

دونیا شا : وہ مجھے دل سے ہیں (خیم بٹھاتی ہے) روشنی بیلین شروع ہو گئی ہے۔

لو پاخن : گاڑی کتنی ریٹ تھی، وہ گھنٹے کے قریب ریٹ ہوگی (زمانی دیتا ہے اور صوفے پر لیٹ جاتا ہے) میں ابھی کتابے وقف ہوں۔ (دانتی ہیں

نئے بڑے گدھے بن کا شہرت دیا سیشن جانے کے خیال سے ہیں یہاں آیا اور پھر بڑا رسوا کیا، کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی آؤ گے کیا، کتنی بے لگی بات

گلدستہ اس کے ہاتھ سے گر جاتا ہے)

یانی ہو ووف : (پھول اٹھاتے ہوئے) یہ الی غنہ صبیحہ ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ
یہ کھانے کے کمرے میں لگائے جائیں گے (دنیاشا کو پھول پکڑا تا ہے)
لو پاخن : اور ہاں میرے لئے تھوڑی سی کواس لے آنا۔
دنیاشا : بہت اچھا۔

یانی ہو ووف : باہر بلا پڑا ہے۔ نیچے درگزی پالا۔ اور چیری کے درختوں پر
پھول کھلے ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے ملک کا یہ موسم بالکل پسند نہیں۔
(آہ بھرتا ہے) واقعی یہ ناقابل برداشت ہے۔ اس سے کوئی
مدد نہیں ملتی۔ میرا مطلب ہے کسی چیز میں بھی نہیں۔ اور
ہاں پرزورانی کسی رنج دیکھو میں نے پرسوں یہ بوٹ خریدے تھے
— اور ان میں اس بُری طرح جو مراہٹ ہوتی ہے — میرا
مطلب ہے کہ یہ عجیب بات ہے — اور اعلیٰ طرح — یعنی کہ —
میرا مطلب ہے کہ میں کیا لگاؤں ان پر؟

لو پاخن : خدا کے لئے میرا دلخ نہ کھاؤ۔ تم تو پریشان کر دیتے ہو۔
یانی ہو ووف : ہر روز میرے ساتھ کوئی نہ کوئی ناگوار بات ہوتی رہتی ہے۔
— لیکن مجھے کوئی شکایت نہیں۔ میں تو اب اس کا مادی ہو چکا
ہوں۔ — بلکہ کبھی کبھی تو مجھے شمس آنے لگتی ہے۔

(دنیاشا داخل ہوتی ہے اور لو پاخن کو کوسا پیش کرتی ہے)
یانی ہو ووف : اب میں چلا ہوں (ایک کرسی سے ٹکراتا ہے جو گر جاتی ہے)

بھروسے جوتے پہنے ہوئے ہوں۔ لیکن کوئی اگر شمس کی چال چلنے لگے
جب بھی وہ گاؤں کو آئی ہیں۔ دولت مند ہوں، میرے پاس کافی
دوبارہ ہے۔ لیکن کوئی بھی یہ جانتا ہے کہ میں اب بھی گناہ ہوں۔
میرا مطلب ہے ہر شخص جو ظاہری شان و شوکت کے پیچھے بھی
ہوئی شخصیت کی تہ تک پہنچنے کی تکلیف گوارا کرے۔ (کتاب کے
صفحے آٹتا ہے) اب دیکھئے میں کب سے یہ کتاب پڑھ رہا ہوں،
لیکن میری سمجھ میں اس کا ایک لفظ بھی نہیں آیا۔ بس پڑھتے پڑھتے
مجھے پیندہ می آگئی۔

دنیاشا : کتنے رات بھر نہیں سوتے، جیسے انھیں معلوم ہو کہ ان کے، ایک
آرہ ہیں۔

لو پاخن : کیوں کیا بات ہے دنیاشا؟

دنیاشا : ہائے اشد میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ میں بہوش ہونے والی ہوں۔

لو پاخن : دنیاشا تم ضرورت سے زیادہ نازک اذرام اور شائستہ ہو۔ تم
بیگمات کی طرح کپڑے پہنتی ہو اور انھیں کی طرح بال بناتی ہو لیکن
دیکھو اس طرح کام نہیں چل سکتا۔ تمہیں اپنی ہی جگہ پر جتنا چاہیے۔

یانی ہو ووف : داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک
گلدستہ ہے۔ وہ ایک داسکٹ اور چمکدار رفل پوش پہنے ہوئے ہے
جن میں جو مراہٹ ہو رہی ہے جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوتا ہے

لوہا خن: ہاں واقعی وہ لوگ آ رہے ہیں۔ چلو ان کے استقبال کے لئے دو گارڈ
پر چلیں۔ پتہ نہیں وہ مجھے پہچانیں گی یا نہیں۔ ہم لوگ پانچ سال
سے نہیں ملے۔

دونیا شا: (گھبرائے ہوئے انداز میں) میں تو پہچان رہی جا رہی ہوں۔ ہائے
اندر میں کیا کروں۔

(دو گارڈوں کے صدر دروازے کے قریب آ کر ٹکنے کی آواز آتی ہے۔

لوہا خن: اور دونیا شا تیزی سے باہر جاتے ہیں۔ اب شیخ خانی ہے۔

قریب کے کمرے میں لوگوں کے داخل ہونے کی آواز آتی ہے تیس

ایک چٹری لئے ہوئے شیخ پر سے گزرتا ہے۔ وہ اسٹیشن سے آیا ہے

اس وقت وہ ایک پرانی وضع کی ردی پہنے ہے اور ہیٹ لنگٹے

ہے اور خود ہی خود کچھ بڑبڑاتا ہے۔ یہ جتنا ناممکن ہے کہ وہ کیا کہہ

رہا ہے۔ دوسرے کمرے سے آنے والی آوازیں نواہ تیز ہوتی جاتی

ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے "چلو یہاں سے چلیں"۔ یہ بڑا آندھینہ

آ گیا اور شار لوٹا داخل ہوتی ہیں۔ وہ تینوں سفر کے لباس پہنے ہیں۔

شار لوٹا کے ہاتھ میں کتنے کی رنجیر ہے۔ اس کے بعد دریا داخل

ہوتی ہے۔ اس نے ایک لبا کرٹ پہن رکھا ہے اور بچہ سرا گویا،

سینٹروں پشک اور لوہا خن داخل ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ دونیا شا

بھی آتی ہے۔ جس کے ہاتھ میں ایک پکٹ اور پتھر ہے۔ کچھ اداکار

اب دیکھئے (فاتحہ ادا غار سے) آپ خود دیکھ لیجئے کہ کیا صورت حال

ہے۔ میرا مطلب ہے۔ میں کہ۔ کتنی عجیب بات ہے

بالکل عجیب و غریب۔ (باہر جاتا ہے)

دونیا شا: (دروانی لہجے میں) آپ کو ایک ماز کی بات بتانا چاہتی ہوں۔

پانی ہو دھوپ نے مجھے شادی کا بیقیام دیا ہے۔

لوہا خن: واقعی!

دونیا شا: میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ وہ ایک خاموش قسم کا آدمی ہے

لیکن کبھی کبھی وہ ایک دم یوں شروع کر دیتا ہے اور اس وقت کہ

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ باتیں بڑی اچھی معلوم ہوتی

ہیں اور کبھی کبھی تو انہیں سن کر میری آنکھوں میں آنسو بھی آ جاتے

ہیں۔ لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں

اُسے کچھ کہہ پسند کرتی ہوں اور اسے مجھ سے والہانہ عشق ہو گیا

ہے۔ وہ کچھ تو قسمت قسم کا لالہ ہے۔ کوئی نہ کوئی بڑی

بات روزی اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اس لئے سب لوگ اسے

چناتے رہتے ہیں اور اس کا نام ہی گیارہ دونی باتیں (may be)

میں بتی رہ گیا ہے۔

لوہا خن: (کانٹھا کرتا ہے) میرا خیال ہے وہ لوگ آ گئے ہیں۔

دونیا شا: اچھا واقعی۔ ہائے اندھ مجھے پتہ نہیں کیا ہوا جا رہا ہے۔ میرے

آنیا : چلتے اس دانتے سے چلیں ۔ اے آپ کو یاد ہے یہ کونسا گروہ ہے۔
لیو لو واندیوٹا : (آنسوؤں کے درمیان خوشی بھرے ہجے میں) ہاں ، سرسری :
واریا : یہاں کتنی سردی ہے میرے ہاتھ اکڑے جا رہے ہیں واندیوٹا (سے)
آپ کے سب کرے ، بالکل اسی طرح ہیں جیسے کپ چھوڑ کر گئی تھیں۔
— آپ کا سفید گروہ اور کاہنی گروہ !

اندیوٹا : اور سرسری پیاری واریا ! میرا پیارا مہیں گروہ ۔ جب میں چھوٹی تھی
تھی تو میں ۔۔۔ جس سوا کرتی تھی ۔ (روتی ہے) اور آں بگے یہ صوس
ہودا ہے جیسے میں وہاں چھوٹی سی بچی ہو گئی ہوں (اپنے بھائی کو
پیاد کرتی ہے) پھر واریا کو اور پھر دوبارہ اپنے بھائی کی) — واریا
بالکل وہی پرانی دھاریا ہے ۔ میں بین ایک فن کی طرح — میں
دو نیا شا کو بھی پہچان گئی ۔ (اے پیاد کرتی ہے)

گا و لو : گاؤں دو گھنٹے بیٹ تھی ۔ تیرا سوچنے ، کس قدر بدانتظامی ہے۔
شار لوٹا : (پشک سے) میرا کتا واقعی خشک میں کاتا ہے۔

پشک : (حیرت سے) واقعی !

(آنیا اور دو نیا شا کے علاوہ سب چلے جاتے ہیں)

دو نیا شا : ہم لوگ کب سے تم لوگوں کا انتظار کر رہے تھے۔ آجنا کا کٹ اور
بیٹ اتر جاتی ہے)

آنیا : چار راتوں سے میں نہیں سوئی — بلکہ بالکل کوا گیا ہے۔

دو نیا شا : ہاتھ کے زلزلے میں تمہارا ہونے لگی تھیں ۔ اس وقت کتنی سخت

سردی تھی اور برف پڑ رہی تھی اور اب بہاؤ لگی ہے پیاری آنیا۔
(رہنمائی ہے اور اسے پیاد کرتی ہے) اُف خدا ، تمہارے انتظار میں
تو میری جان ہی نکل گئی — میری پیاری — میری جان —
بس اب میں ایک منٹ بھی صبر نہیں کر سکتی۔ تھیں سب کچھ توڑا تائے
(رتی ہوں)۔

آنیا : (بے نیازی سے) ہاں تو اس بار کیا بات ہے ؟
دو نیا شا : وہ جو کچک ہے نا ۔ اپنی ہڈیوں اس نے مجھے شادی کو پیاد
دیا ہے — ایشر کے فوڈ ایجنڈا تھا۔

آنیا : تم تو بس ہمیشہ شادی ہی کی باتیں کرتی ہو (اپنے ہاتھ سے ہاتھ کو ٹھیک
کرتی ہے) میرے سارے کانٹے گر گئے۔

(بہت ٹھکی ہوئی ہے) کفر ایڈا مشکل معلوم ہوتا ہے)

دو نیا شا : میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں — اے مجھے سخت ہے۔
اُسے واقعی مجھ سے شدید خفق ہے۔

آنیا : (دردناز سے) اپنے کمرے میں نظر ڈالتی ہے ایڈا پنا گروہ —

میری اپنی کھڑکیاں — میرا پنا گروہ — ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں
یہاں سے کبھی گئی ہی نہیں تھی ۔ میں بس صبح ہوتے ہی اُٹھ کر سیدھی بیٹھ
میں بھاگ جاتی تھی — اُف خدا اگر اس وقت تھوڑی سی مینند
آہلئے تو کتنا اچھا ہوں میں چورے راستے بالکل نہیں سوئی — اتنی
پریشان تھی۔

دونیا شا: پیڑ سرگرمی پر سولہاں آئے ہیں۔

آنیہ: (خوشی سے) اچھا پیشا

دونیا شا: وہ حمام دانے کمرے میں سو رہے ہیں اور ہتے بھی وہیں ہیں۔
کہتے ہیں کہ وہ کسی کو تکلیف نہیں دینا چاہتے۔ (اپنی گڑی کی طرف
دیکھتی ہے) مجھے انہیں جگا دینا چاہیے تھا، لیکن دیر لگتی ہیں کہیں
کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا: خبردار جو نہیں لگایا
(دایا داخل ہوتی ہے اس کی پیشی سے کہیں کا ایک گھاٹکا ہوا ہے)

واریا: دونیا شا جلدی سے کالی جا کر لاؤ۔ ماما کی پینا چاہتی ہیں۔

دونیا شا: اچھا ابھی لاتی ہوں۔ (جاتی ہے)

واریا: خدا کا شکر ہے تم لوگ گھر واپس آ گئے۔ (آنیہ کو گلے لگاتی ہے)

میری پیاری — میری عزیز ہیں — واپسی مبارک ہو۔

آنیہ: کاش کہ میں تمہیں جاسکتی کہ وہاں مجھ پر کیا گوری۔

واریا: ہاں میں تصور کر سکتی ہوں۔

آنیہ: میں ایٹر سے کچھ پہلے یہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ اس وقت کتنی

سر دی تھی۔ تمام واسطے شاروٹا کی زبان ایک منٹ کو بند نہیں ہوئی۔

اُسے بھروسہ اپنے جادو کے حماقت آمیز ترانے دکھاتی جلی گئی کھش

تم شاروٹا کو میرے ساتھ بھیجنے پر اتنا اصرار نہ کر تم۔

واریا: لیکن تم اکیلی کیسے جاسکتی تھیں میری جان۔ تم ابھی صرف ستو سال کی ہو

آنیہ: جب ہم لوگ پیرس پہنچے تو بے انتہا سر دی تھی اور برف پڑ رہی تھی۔

اور انہیں معلوم ہے کہ میں فرانسیسی تو ہیں واپسی ہی جانتی ہوں۔

ماما کا فلیٹ پانچویں منزل پر تھا اور جب ہم داخل ہوئے تو ان

کے ہاں بہت سے مہمان بھرے ہوئے تھے۔ کچھ فرانسیسی خواتین

اور ایک محترمہ پادری، مع اپنی ایک ننھی ننھی کتاب کے، اور پورے

کمرے میں سگریٹ کا دھواں بھرا ہوا تھا اور ہر چیز بے ترتیبی سے

پڑی تھی اور کمرہ بالکل بے آرام معلوم ہو رہا تھا۔ ایک دم مجھے ماما

کی حالت پر اتنا ترس آیا میں نے اُن کے گلے میں باہیں ڈالی ہیں

اور بڑی دیر تک اُن سے پوچھ رہی بعد میں ماما بھی اندر میں اور

مجھ سے پیار محبت سے پیش آئیں۔

واریا: بس اب اور زیادہ نہ بتاؤ۔ اب مجھ سے منانہیں جانا۔

آنیہ: ماما نے اپنی سینٹون والی کوٹھی پہلے ہی بیچی دی تھی اور اس وقت

ان کے پاس کچھ نہیں تھا اور خود میرے پاس بھی بالکل پیسے نہیں

تھا بڑی مشکل سے تو میں پیرس تک پہنچی تھی، لیکن یہ بات ماما کی کچھ

میں سے آتی ہی نہ تھی۔ ہر سیشن پر وہ ہوٹلوں میں غائب ہوتی بیرون

کی فرمائش کرتی تھیں اور پھر میرے کو ایک ایک دوپٹا انعام بھی

دے دیتیں۔ شاروٹا کے بھی وہی رنگ ڈھنگ تھے اور پاشا

چاہتا تھا کہ اسے دونوں وقت دھونے کھانا کھانے کو ملے۔ پاشا کو تو

تم جانتی ہی ہو۔ وہ ماما کا خاص خدمت نگار ہے۔ ہم اسے اپنے ساتھ

یہاں لائے ہیں۔

واریا : ہاں میں نے اس پر عمل کر دیا ہے۔
 آنیا : اور یہاں کیا حال چال ہیں۔ کیا تم نے قرضہ پر سودا کر دیا؟
 واریا : اس کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آنیا : ہائے اللہ!

واریا : اگست میں یہ جاگیر کب جائے گی۔

آنیا : اُن خدا!

لوپانغن (دودا نے میں سے جھانکنا ہے اور تیری کی سی آواز نکالتا ہے) میں
 --- میں (اور پھر دروازے کے نیچے غائب ہو جاتا ہے)

واریا : (گھونسا دکھاتے ہوئے روٹھتی آواز میں) دل چاہتا ہے اس کی بچی
 طرح مرمت کی جائے۔

آنیا : (واریا کے گھٹ میں باہیں ڈال کر راندار کی کے انداز میں) واریا! تو
 نے تم سے شادی کی درخواست کی؟

(واریا نفی میں سر ہلاتی ہے)

آنیا : لیکن وہ تم سے محبت کرتے ہیں تم آخر ان سے اس سلسلے میں بات
 کیوں نہیں کرتیں۔ تمہیں آخر کس بات کا انتظار ہے؟

واریا : میرے خیال میں اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ انہیں اس کی عزت
 ہی کہاں ہے۔ ان کے پاس تو اتنا وقت بھی نہیں کہ وہ میرے پاس
 میں سوچ سکیں۔ انہیں تو میرے جدو کا بھی احساس نہیں۔ اچھا ہو کر
 دو یہاں آنا ہی چھوڑ دیں۔ مجھے انہیں دیکھ کر تیری گرفت اور

پریشانی ہوتی ہے۔ ہر ایک ہماری شادی کی باتیں کر رہا ہے، ہر
 شخص مجھے بشارتیں دے رہا ہے، لیکن دراصل اس میں کوئی حقیقت
 نہیں ہے۔ سب لوگ خیال بنا ڈیکھا ہے ہیں۔ (بوجھ دیتے ہوئے)
 ارے تم نے نیا بروی لگا رکھا ہے۔ یہ شہد کی مکھی بنی ہوئی ہے۔
 میں نا۔

آنیا : (روٹھتے آواز میں) ہاں ما نے میرے لئے خریدا تھا۔ (اپنے کمرے
 کی طرف جاتی ہے) تمہیں پتہ ہے میں پیرس میں سیلون میں بیٹھی تھی۔
 (اب اس کے لیجے میں خوشی اور بچپن ہے)

واریا : میری پیاری۔ میری جان۔ والیسی مبارک ہو۔

(دو دنیاؤں کا کافی کے برتن لے کر باہیں آتی ہے اور کافی بنا کر شروع کرتی ہے)
 واریا : (جو آٹیاں کھاتے ہوئے دروازے میں کھڑی ہوئی اس سے بات کرتی
 ہے) تمہیں پتہ ہے جب میں گھر میں ادھر ادھر کام کرتی چھرتی ہوں
 تو میں اکثر طرح طرح کے خواب دیکھتا کرتی ہوں۔ میں سوچتی ہوں
 کہ اگر کسی بہت امیر آدمی سے تمہاری شادی کر دانی جائے تو کتنا
 اچھا ہو۔ اس وقت مجھے بھی کچھ دہی سکون حاصل ہو سکے گا۔ بس پھر
 میں بھی یہاں سے بلی جاؤں گی۔ سب سے پہلے میں کسی دنگا پر
 جاؤں گی پھر کیو اور پھر ماسکو اور اس طرح میں ایک نرارت گاہ
 سے دوسری تک تبدیل جایا کروں گی۔ کتنی دلچسپ ہوگی وہ
 بات اور کتنی خوبصورت ہوگی وہ زندگی۔

آشیا: باغ میں چڑیاں چمک رہی ہیں — کیا دقت ہوگا؟

داریا: دو بج چکے ہیں۔ اب تمہیں بیٹنا چاہیے پیاری بہن (آجائیکے کمرے میں جاتی ہے) کتنی خوبصورت ہوگی وہ زندگی۔

(راشا داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک سفری کپل اور ایک تیلہ ہے)

یا شا: (اندازے ہوئے ایک نئی ہوتی مہذب آواز میں) کیا میں یہاں سے گزر سکتا ہوں؟

دو نیا شا: ارے تم تو پہلے نہیں جاتے۔ پیرس میں رو کر کتنے بدل گئے ہو یا شا: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کون ہو؟

دو نیا شا: جب تم پیرس گئے تھے تو میں بس اتنی بڑی تھی (ہاتھ کا اشارے سے بتاتی ہے) میں دو نیا شا ہوں۔ فیورڈور کو سود وٹ کی لڑکی — تمہیں اب بھی یاد نہیں آیا۔

یا شا: ہوں — مزید ارجمند گوشہ ہے (چاروں طرف دیکھتا ہے۔ پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ دو نیا شا چلاتی ہے۔ اور ایک بیٹ اس کے ہاتھ سے گر جاتی ہے۔ یا شا تیزی سے باہر جاتا ہے۔)

داریا: (دروازے سے ٹٹل کے انداز میں) یہ کیا ہو رہا ہے؟

دو نیا شا: (رقت بھری آواز میں) مجھ سے ایک بیٹ لٹ گئی۔

داریا: خیر کوئی بات نہیں۔ یہ تو اچھا شگون ہے۔

آشیا: (اپنے کمرے سے باہر آتے ہوئے) ہمیں، اگر پہلے سے بتا دیتا پہلے کہ پشیا یہاں ہے۔

داریا: میں نے کہہ دیا ہے کہ ابھی اسے کوئی نہ جگائے۔

آشیا: (خجندہ انداز میں) پورے چھ سال پہلے پا پا کا انتقال ہوا تھا۔ اور اس کے صرف ایک مہینے بعد بہلا مانا بھائی گریشا بھی دنیا میں

ڈوب کر مر گیا تھا۔ اس وقت وہ صرف سات سال کا تھا۔

کتنا پیارا اور خوبصورت بچہ تھا۔ ۱۰ سال سے یہ سب برداشت نہ ہو سکا اور وہ گھر چھوڑ کر چلی گئیں اور انھوں نے پھر کبھی نہ کر بھی نہ دیکھا۔

(بھر بھری کیٹے ہوئے) میں ان کی کیفیت خوب سمجھتی ہوں۔ کاش کہ انھیں اندازہ ہوتا کہ میں انھیں کتنی اچھی طرح سمجھتی ہوں (وقف)۔

اور کیونکہ پشیا ترونی موف گریشا کا فیورٹر تھا، اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے دیکھ کر کچھ پشیمانی یادیں.....

(فیرس داخل ہوتا ہے۔ اس نے ایک جاکٹ اور فیورڈور اسٹش پہن رکھی ہیں)

فیرس: (کافی کے برتنوں کی طرف جاتے ہوئے بولے ہوئے انداز میں) یہ کیم صاحبہ کافی یہاں پائیں گی۔ (سفید ستارے پہنتا ہے) کیا کافی تیار ہے؟

(دو نیا شا سے سختی سے) کرم کہاں ہے؟

دو نیا شا: (جلدی سے باہر جاتی ہے)

فیرس: (کافی کے برتنوں کو ٹھیک کرتے ہوئے) یہ لڑکی بالکل کٹتی ہے۔

(ڈرٹا آتا ہے) پیرس سے..... ایک عرصہ پہلے جب ہمارے صاحب

پیرس جا رہے تھے — گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر (پشیا ہے)

داریا: فیرس تم کس بات پر مبنی رہے ہو؟

فیرس: آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے بی بی؟ (خوشی سے) بگم صاحب گھر واپس آگئیں۔ خدا کا شکر ہے۔ اب اگر میں مردوں کی زندگی برباد نہیں۔ (خوشی سے روتا ہے)

(اندریونا، لوپاخن، اگایو، سمینوف، پشک داخل ہوتے ہیں سمینوف نے ایک لمبا دھاتی کوٹ پہن رکھا ہے اور اس کی چوڑے پانچوں کی پتلون فل بوتلوں کے اندر ڈھکی ہوئی ہے گاویو اس طرح اپنے ہاتھ اور اذنا ہلارہا ہے جیسے وہ طیرانہ کھیل رہا ہو)

اندریونا: ہاں تو پھر کیا ہوگا۔ (وہاں بنے کال گیند تکی اور پھر میں نے بیچ والی جیب میں ہاتھ ڈالا۔)

گاویو: اور میں نے کنارے والی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ بہت سال پہلے تم اور میں اس کمرے میں سویا کرتے تھے۔ مٹی ہیں اور دنا بھائی۔ اور اب میں کیا وہی سال کا ہوں۔ کتنی عجیب بات ہے۔

لوپاخن: ہاں وقت کو گزرتے کیا دیر لگتی ہے
گاویو: کیا کہا!

لوپاخن: میں کہہ رہا تھا کہ وقت کو گزرتے کیا دیر لگتی ہے۔

گاویو: یہاں پشولی کی بڑا آ رہی ہے۔

آشیا: بیلز نیال ہے اب مجھے سو جانا چاہیے اچھا! شب بخیر! (گھبراہٹ سے)
اندریونا: میری چاند (اس کے ہاتھوں کو پیرا کرتی ہے) تم گھر واپس گئے سے خوش ہونا۔ میرا تو ابھی تک سر پکرا رہا ہے۔

آشیا: شب بخیر! میں جان

گاویو: (اس کے چہرے اور ہاتھوں کو پیرا کرتا ہے) خدا تمہیں خوش رکھے۔ تم اپنی ماں کے کتنا مٹتی ہو! (پتلی ہیں سے) تم بھی اس عمر میں ہیں میں آجیا کی طرح معلوم ہوتی تھیں، لیو با۔

(آشیا، لوپاخن اور پشک سے ہاتھ ملاتی ہے اور پھر اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیتی ہے)

اندریونا: بے چاری بہت تھک گئی ہے۔

پشک: سفر میں تو کتنا لمبا تھا۔

واریا: (لوپاخن اور پشک سے) دیکھئے جناب دونوں بچے ہیں۔ اب میں اپنے اپنے کمروں میں چلا جانا چاہیے۔

اندریونا: (دشمنی سے) تم بالکل نہیں بدلیں واریا۔ (واریا کو گھمگھاتی ہے اور پیرا کرتی ہے) مجھے خدا کا کافی قوی لینے دو۔ پھر ہم سب بچے جائیں گے (فیرس اس کے پاؤں کے نیچے ایک گٹھن رکھتا ہے) شکر یہ بڑبڑوت

مجھے کافی لینے کی بے حد طاقت چڑھ گئی ہے۔ میں دن رات کافی بیچتی رہتی ہوں۔ شکر یہ میرے پڑا نے مدت۔ (فیرس کو پیرا کرتی ہے)

واریا: میں خدا جا کر دیکھتی سب سامان قریب ٹھاک آگیا یا نہیں۔ (جاتی ہے)

اندریونا: کیا واقعی یہ میں ہی ہوں جو یہاں بیٹھی ہوئی ہوں۔ (دشمنی سے) میرا دل چاہتا ہے کہ خوب ناچوں اور گانوں لاپٹے ہاتھوں سے چہرہ چھپاتی ہے) کہیں ایسا تو نہیں کہ صرف ایک خطاب ہو آف خدا مجھے اپنے

دل سے کتنی محبت ہے۔ مجھے اس سرزد میں سے خوش ہے۔ جب
 ٹرین دوسری سرحد میں داخل ہوئی تھی تو شہدیت جہاد سے میں برابر
 روٹے جا رہی تھی میں کچھ بھی نہ دیکھ سکی۔ راستوں کے درمیان ہر جہاں
 اب مجھے کافی غم کرتی چاہیے۔ شکر ہے میرے — شکر ہے میرے
 پیارے دوست۔ خدا کا شکر ہے کہ گھر اگر میں نے نہیں زندہ سکا کیا۔
 فیرس: ہی انا۔ پرسوں۔

گادیلو: ان کو اب بھی طرح سنائی نہیں دیتا۔

لوپاخن: مجھے چار بجے کے بعد فارا کوٹ جانا ہے۔ میں آپ سے خدا تعالیٰ
 طرح ملنا چاہتا تھا۔ کچھ بات چیت بھی کرنا تھی۔ آپ اب بھی پہلے
 کی طرح حسین معلوم ہوتی ہیں۔

پیشک: (گھر میں بیٹھتے ہوئے) یہ تو میرے اس لباس میں پہلے سے بھی زیادہ
 خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اب بھی یہ مجھے چاہیں اپنے حسن کا شکار
 بنا سکتی ہیں۔

لوپاخن: آپ کے بھائی لیون شاندر سے دعا کہتے ہیں کہ میں گنوار ہوں اور ایک
 گنوار کسان ہیں۔ لیکن میں ان کی باتوں کا کوئی خیال نہیں کرتا۔ ان میں
 جودہ چاہیں کہندے ہیں۔ میری پس بھی خواہش ہے کہ آپ مجھ پر جودہ
 کریں۔ جیسا کہ آپ پہننے کرتی تھیں۔ یہ تو سب خدا کی شان کے کوشے
 ہیں۔ میرے انا اب آپ کے والد کی دعا میں سے تھے اور میرے
 دادا بھی۔ لیکن آپ مجھ پر اس قدر ہرانی ہیں کہ میں یہ سب کچھ بھول چکا

ہوں اور آپ کو اپنی بڑی بہن کی جگہ سمجھتا ہوں۔ مجھے آپ ایک بہن
 سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

اندیلونا: میرا دل خوشی سے جتنا ہے۔ اس وقت خاموش بیٹھنا، ممکن ہے
 ڈاکٹر کو کرسی سے اٹھتی ہے اور اضطراب کے عالم میں باہر آ کر غصہ کرتی
 ہے، یہ خوشی میری برداشت سے باہر ہے تم لوگ مجھ پر جتنا چاہو
 ہنسو میں واقعی یہ قوف ہوں۔ میری پیاری بک شلف، میری
 اپنی ننھی ننھی بیڑ۔

گادیلو: انھیں معلوم ہے کہ گنوار سے پیچھے بوڑھی ننھی کا بھی اختلا ہو گیا۔
 (اندیلونا: (جنگ کا کافی پتہ ہے) ہاں مجھے معلوم ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اطلاع
 دی تھی۔ خدا انھیں جنت نصیب کرے۔

گادیلو: افسوس! میں خدا کو یہ پاری ہوئی اور شہر کا نے اب ہماری نوکری چھوڑ
 دی ہے۔ وہ شہر میں جو بیس کی نوکری کر رہا ہے۔

لاہنی حبیب سے آئی ہوئی مٹھائی کا ایک ٹوٹہ نکالتا ہے اور ایک
 ٹکڑا اپنے منہ میں رکھتا ہے)

پیشک: میری بیٹی حاشا کانے آپ کو سلام کہلوا رہا ہے۔

لوپاخن: میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو کوئی اچھی خبر سناؤں۔ کوئی بہت خوشگوار
 سی بات۔ (اگر کسی کی طرف دیکھتا ہے) لیکن اب مجھے جانا چاہیے بات
 کرنے کا وقت کہاں ہے، لیکن خیر میں آپ کو چند الفاظ میں بتا سکتا ہوں
 یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ آپ کا بھائی کا بارگ بک رہا ہے اور اسی

سے آپکے قرضے کی ادائیگی ہوگی ۲۰ راکست کو اس کا خیال ہوتا ہے
لیکن آپ کو اس سلسلے میں ہریشانی ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ
جو بے آرام سے سوکتی ہیں۔ ہر مسئلے کا ایک حل ضرور ہوتا ہے۔
میری تجویز یہ ہے۔ مہر دانی سے اسے ذرا غور سے سنئے۔
آپ کی جائداد شہر سے صرف بیس میل کے فاصلے پر ہے اور دہلی
دکن بھی اس سے زیادہ دور نہیں قرض کر لیجئے کہ آپ کے چیری کے
بارش اوردیا کے کنارے والی زمین کو جو کھوئے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم
کر دیا جائے اور پھر انھیں گری کی قیام گاہوں کے لئے کوئے پردے
دیا جائے تو اس طرح آپ کو ۲۵ ہزار روپے سالانہ کی آمدنی ہو سکتی ہے۔
گاہرلو: کیا مفصل باتیں کرتے ہو۔

اندیلو: معاف کرنا یہ مولائی انھیں دیکھ میں تہااری بات بالکل نہیں سمجھی۔
لوپاخن: آپ اپنے کوئے دادوں سے ایک ایکڑ زمین کا کم سے کم ۲۵ روپے
سالانہ کر لے وصول کر سکتی ہیں۔ اور اگر آپ ابھی سے اس کے لئے اشتہار
دے دیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ بلکہ اگر آپ کہیں توڑی
سے بڑی رقم کا شرمہ لگا سکتا ہوں۔ کہ خزان کی آٹھ لاکھ
کی زمین کا ایک ایک چپے آٹھ لاکھ لگے گا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے
بلکہ بھجے تو ایسا لگتا ہے کہ مجھے آپ کو بار بار دہنی چاہیے۔ آپ کو کام
پریشانیوں سے نہایت مل سکتی ہے۔ یہ زمین بہت ہی اچھی جگہ واقع
ہے۔ یہاں دیہاتی کافی گہرا ہے اور فصل لینے کے لئے بہت مناسب ہے۔

دیجئے خبر یہ تو ظاہر ہی ہے کہ کوئے پردے سے پہلے اس زمین کی آمدنی
شعرازی کرانی ہوگی اس کی حالت ٹھیک کرانی ہوگی۔ مثلاً یہ کروہ سب
بنانی مہارتیں ڈھائی ہوں گی۔ اور خود یہ گھر بھی۔ بہر حال اب تو یہ
دیجئے بھی کسی کام کا نہیں رہا اور ان اس سے پہلے چیری کے اس پڑا
بارش کو بھی کٹا دینا چاہئے۔

اندیلو: کٹا دینا چاہئے: میرے پیارے دوست، معاف کرنا۔ معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی بات سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اگر اس تمام علاقے میں کوئی زمین
دیکھ لیں اور غیر معمولی چیز ہے تو وہ ہمارا چیری کا بارش ہے۔

لوپاخن: اس چیری کے بارش میں غیر معمولی بات تو صرف یہ ہے کہ یہ بہت بڑا
ہے۔ اب اس میں صرف تیس سال فصل آتی ہے اور اس وقت
بھی کوئی اس فصل کا خریدنے والا نہیں ملتا۔

گاہرلو: اسی سبب سے یہاں تک میں اس چیری کے بارش کا ذکر ہے۔

لوپاخن: (گھڑی دیکھتے ہوئے) اگر آپ نے اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا
اور اس سے کوئی فیصلہ کیا تو بہت جلد یہ چیری کا بارش اس
کے ساتھ باقی تمام جائداد پر جاری ہو جائے گی۔ آپ کو اس سلسلے میں کوئی
ذکوئی فیصلہ کرنا ہو گا اس کا اور کوئی حل ممکن نہیں۔ میں آپ کو یقین
دلاتا ہوں اس کا اور کوئی حل نہیں۔

فیرس: پتلے خانے میں۔ چالیس یا پچاس سال پہلے چیریوں کو کٹھا یا جاتا تھا۔
ان کے جسم اور درخت بنائے جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی تو.....

گالیو: فرس تم غامیوں میں رہو۔

فرس: اندھی بھی تو سوئی جیروں سے بھری ہوئی گاڑیاں مسکو اور ملاکت
بھی جاتی تھیں۔ ان کے نام کتنے اچھے لگتے تھے۔ اس زمانے میں مری
جیروں میں داریں اور مریں دار ہوتی تھیں۔ لوگ جانتے تھے کہ
انھیں کس طرح ٹھکانا چاہیے اس کے پس چیری ٹھکانے کا ایک
بڑا اچھا نسخہ تھا۔

اندیوٹا: ادب وہ نسخہ کہاں گیا؟

فرس: اب سب اسے بھول چکے ہیں۔

پشک: (اندیوٹا سے) کہنے پر اس میں کس گزری کیا وہاں آپ لوگ سینڈک
کھاتے تھے؟

اندیوٹا: نہیں میں وہاں مگر چھوٹا تھا۔

پشک: کمال ہے!

لوپاخن: کچھ عرصے پہلے تک اس علاقے میں صرف جاگیردار اور کان رہتے
تھے، لیکن حال ہی میں وہاں چاروں طرف گری کے ہنگے بن گئے
ہیں۔ تمام شہروں، یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں کے چاروں
طرف میں اب اس قسم کے ہنگے بن گئے ہیں اور ہاتھ میں سال میں
ان جھگڑوں اور ان میں رہنے والوں کی تعداد میں کمی گئی۔ اضافہ ہو رہا ہے۔
اب تک تو وہ لوگ صرف اپنے برآمدوں میں شہر کر جانے پیا کرتے ہیں۔
لیکن کچھ عرصے بعد ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے زمین کے ٹکڑوں پر رہنا

بھی شروع کریں۔ اس وقت آپ کے جیری کے بارے میں زندگی کی
ایک نئی لہر دوڑ جائے گی اور وہ مال و دولت اور آرام و سرفروش سے
بھرپور ہو جائے گا۔

گالیو: (حقارت سے) باطل بکریں۔

(دلیرا اور یا شا داخل ہوتے ہیں)

دلیرا: آپ کے نام دوڑا آئے تھے، اما پیاری (گنتی نکال کر کن ہوں کی پڑائی
الاری کو کھرتی ہے۔ اسے کھولنے میں کافی آواز ہوتی ہے) بیٹے یہ ہے۔
اندیوٹا: یہ تو پر س سے آئے ہیں۔ (بغیر پڑھے ہی انھیں پھاڑتی ہے) میں
جیروں کو بہت پیچھے چھوڑ آئی ہوں۔

گالیو: تمہیں معلوم ہے یو یا یہ کب کب کتنا بڑا تھا۔ ایک ہفتہ ہوا میں
نے اس کی بیچی کی دوا دکھائی تو مجھے اس پر کچھ ہند سے نظر آئے۔
جنھیں گزری کو تھکا کر بنا یا گیا تھا، تو دوستوں کے کب کب سے سر
سال پہلے بنا یا گیا تھا۔ اب بتائیے کیا خیال ہے۔ میرے خیال میں
ہیں اس کی گولڈن جڑی منائی چاہیے۔ یہ خضیک ہے کہ یہ فقط ایک
بے جان چیز ہے، لیکن پھر بھی۔ آخر یہ ایک بک کیس ہے۔

پشک: (غضب سے) سو سال پہلے۔ کمال ہے!

گالیو: وہاں یہ ایک بہت ہی قدیم چیز ہے۔ (اس پر چاروں طرف ہاتھ
بجھرتا ہے) میرے پیارے قابل فرقت بک کیس۔ میں تمہارے سامنے
اپنا سر جھکا تا ہوں۔ تم نے ایک سوال سے زیادہ سے اپنے آپ کو

اعلیٰ اقدار تھی اور انصاف کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ایک سو سال تک تم نے ہمارے دلائل میں اچھے اور ضروری کام کرنے کی خواہش کو جگایا ہے۔ تمہارے خاموش پیغام کے سہارے ہمارے خاندان کی کئی نسلوں کی ہمت بلند رہی ہے اور ایک بہتر مستقبل میں ان کا یقین زندہ رہا ہے۔ تم نے ہمیں سماجی احساس اور عوام کی خدمت کے جذبے سے مالا مال کیا ہے۔

(وقفہ)

لوپاخن: اچھا.....

اندرونا: تم اب بھی ویسے کے ویسے ہی ہو لو نیا۔

گادریو: (تھوڑی سی شرمندگی کے احساس کے ساتھ) جب میں نے کنارے کی سیب میں ڈھونڈا۔ اور پھر جب میں نے جی کی سیب میں ڈھونڈا۔

لوپاخن: (گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے) اچھا اب مجھے جانا چاہیے۔

یاشا: (اندرونا کے لئے دوائے کراتا ہے) تمز کیا آپ اپنی دوا کھا لیں گے؟

پیشک: عزیز من دوائیں کھانا بالکل بیجا رہے۔ ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ دوائیں ہی کھائے لیتا ہوں۔ (دوائے کا ٹوٹا اس کے ہاتھ سے لیتا ہے اور سب گولیاں اپنی تھیلی پر ڈالتا ہے۔ ان پر خوشامیز لڑتا ہے اور ہر سب اپنے منہ میں ڈالتا ہے اور ان کو اس کے ایک گلاس کی حد سے ملنے سے

بچے اُتارتا ہے) تو یہ بات ہوئی۔

اندرونا: (پریشانی سے) ارے یمن پاگل ہو گئے ہو کیا۔

پیشک: میں نے سب گولیاں کھا لیں۔

لوپاخن: بڑے غضب کا باخبر ہے۔

(سب ہلکتے ہیں)

فیرس: عالی جناب مقدس ہلکتے ہیں ہم سے ملنے آئے تھے اور پھر انہوں نے آدمی: ہائی ٹیکنیکل کھیرے کھائے تھے (کچھ بد جاسکے)

اندرونا: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

واریا: یہ پچھلے تین سال سے اسی طرح بد جاتے رہتے ہیں۔ اب تو ہم سب اس بات کے عادی ہو چکے ہیں۔

یاشا: یہ ان کی عمر کا تقاضا ہے۔

(شارلوٹا اور نونا داخل ہوتی ہے۔ وہ بہت ڈبیلی چلی ہے اور اس نے ایک تنگ سفید لباس پہن رکھا ہے اور کمر پر ایک بچی بندھی ہے۔ وہ سٹیج پر سے گزر کر جا رہی ہے۔)

لوپاخن: صاف کرے شارلوٹا اور نونا: میں نے اب تک تم سے سلام علیک بھی نہیں کیا۔ (اس کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہتا ہے)

شارلوٹا: (اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے) اگر تمہیں ایک خاتون کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت مل جائے تو تو یہ ہے کہ تم اعلیٰ کپڑے پہننا نہ بکولو۔

لوپاخن: آج میری قسمت کا ستارہ گردش میں ہے۔

(سب جانتے ہیں)

ایچھا خاں روٹا انا تو ناب ہیں اپنا کوئی قاشد دکھاؤ۔

خاں روٹا: اس وقت اس کی کوئی ضرورت نہیں میں سونا پنا ہی ہوں۔ (جلی جاتی ہے)
لو پاخن: آپ لوگوں سے میں ہلتے ہمد عات ہوگی (اندر بونکے ہاتھ کو پور
دیتا ہے) اس وقت تک کے لئے خدا حافظ۔ اب مجھے جانا
چاہیئے۔ (وہ دوڑے) ایچھا پھر میں گئے (پشک کو گئے لگاتے ہے)
ایچھا خدا حافظ (داریا سے ہاتھ ملاتا ہے۔ اس کے بعد فرس الوداع
سے ہاتھ ملاتا ہے)۔ واقعی یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔
(اندر دے گا) اگر آپ گری کے جھگوں والی تحریر بدو بارہ فور کریں
اور اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کریں تو مجھے اطلاع دیدیجئے گا۔
میں آپ کو پچاس ہزار روپے ملے گا جس کے زیادہ قرضہ دل سکتا ہوں
مہربانی سے اس سلسلے پر سنجیدگی سے غور کیجئے۔

داریا: (خستے سے) آپ جلد سے میں باتیں؟

لو پاخن: میں ابھی جاتا ہوں۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ (بھاگتا ہے)

گادریو: کس قدر گنوا کر رہی ہے۔ اسے بھائی معاف کرنا۔ مجھے خیال
نہیں رہا۔ داریا اس سے شادی کرنے والی ہے۔ وہ داریا کو پیش
بہا منگی تر ہے!

داریا: خدا کے لئے! میں جان اس قسم کی غیر ضروری باتیں نہ کیجئے۔

اندر یونا: واقعی داریا۔ کم سے کم مجھے تو سب خوش ہوگی۔ ایچھا آدمی پھر پکارا۔

پشک: اس میں کیا شک ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ بہت فدا
تقریب آدمی ہے۔ میری حالت کا بھی اس کی بہت تعریف کیا کرتی
ہے۔ (اندر یونا وہ طرح طرح کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ (وہ کسی پھر
جھکا کر سوجھتا ہے اور خراٹے لینا شروع کر دیتا ہے، لیکن پھر فوراً ہی
اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے) اس پر یاد آیا کہ نوٹ لپی کیا تم مجھے دو پالیس دل
قرض دے سکتی ہو۔ مجھے کل گروی پر سودا دار کا نام ہے۔

داریا: ہمارے پاس اس وقت بالکل روپیہ نہیں ہے۔ واقعی اس وقت
ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اندر یونا: یہ بالکل ٹھیک ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

پشک: خیر کچھ کچھ ہو جائے گا۔ (بنتا ہے) میں امید بھی نہیں چھوڑتا۔
کبھی کبھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر چیز ختم ہو چکی ہے اور یہی تجنا
ہو گیا ہوں۔ (اندر پھر) خدا کی شان کا کور ضرور دیکھئے۔

ایک ریلوے لائن میری زمین پر بنائی جاتی ہے اور مجھے اس کا
معاوضہ دیا جاتا ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔ آج نہیں تو کل
— ہو سکتا ہے کہ دانش کا ہی بیس ہزار روپے دیت لے گا
کا ٹکٹ تو اس نے خرید ہی لیا ہے۔

اندر یونا: ایچھا اب کالی تر ختم ہوئی۔ اب میں خدا جا کر آرام کرتی ہوں۔

فرس: (گادریو کے کپڑوں کو کرش سے معاف کرتے ہوئے تنہی انداز میں)
آج تم نے پھر غلط چن لیا ہے۔ آخر میں تم کو کس طرح سمجھاؤں۔

داریا : (تو تم آواز میں کہتے ہو کہ میں اس کا ایک طرف سے ہوں اور دوسرا طرف سے ہوں۔)
سورج نکل آیا ہے۔ موسم کتنا خوشگوار ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بارش آ رہی ہے۔
کتنے مہینے معلوم ہو رہے ہیں۔ اورد۔ اورد بلغم میں بیٹا پہنچ رہی ہے۔

گاویو : بارش اس وقت بالکل سفید معلوم ہو رہی ہے۔ تمہیں یاد ہے لیوہا یہ
پگھلتی کتنی لمبی ہے اورد بالکل سیدھی ہے۔ جیسے ایک سرے سے
دوسرے سرے تک ایک دہری بانہ دوایا گیا ہو اورد چاندنی راتوں
میں ایکسیں چمکتی ہے۔ تمہیں یاد ہے ناب۔ امید ہے کہ تم بھولی ہو گی۔
اندیوہنا : آہ میرا بچپن۔ میرا معلوم بچپن میں اسی زمیں میں سو اکر رہی تھی۔
اورد ہمیں سے بارش کا منظر دیکھا کرتی تھی۔ ہر روز صبح کو میں کسی خوش
و غم آتھی تھی۔ اس وقت بھی ہمارا بارش ایسا ہی تھا۔ کوئی چیز بھی تو
نہیں بدلی (خوشی سے ہنستے ہیں) تمام کا تمام سفید ہے۔ آہ میرے
پیارے بارش سیاہ اورد طوفانی خزاں اورد برفانی سردی کے بعد تم پہنچ
تھی زندگی کے سرشار اور تڑپنا ہوا ہو۔ فرشتوں نے تمہیں فراموشی نہیں کیا
— کاش میرے سر سے کوئی یہ بوجھ ہٹا دیتا۔ کاش کہ میں اپنے
ماں کو بھول نہ سکتی۔

گاویو : ہاں۔ اورداب۔ بارش پکنے والا ہے تاکہ تم نہ ادا ہو کے کتنی غیب
بات ہے۔

اندیوہنا : دیکھو دیکھو وہ ہمارا بارش میں سے گزر رہی ہیں سفید لباس پہنے ہوئے

(خوشی سے ہنستے ہیں) داتنی۔ تم ہی ہیں۔
گاویو : کہاں؟

داریا : خدا آپ پر رحم کرے بیماری ما۔

اندیوہنا : نہیں کرتی میں تو نہیں ہے۔ یہ تو صرف میرا خیال تھا۔ وہ دیکھو ہاں آج
اتھ پر سر ہاتھوں والے موٹ کی طرف ایک چٹا سا سفید دھبہ ہے ناجر
کچھ ٹھیک ہو رہا ہے۔ ڈورے وہ ایک خدمت کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ ہوتا
(خوشی سے ہنستے ہیں) وہ ایک طالب علم کے پڑانے اور گھٹے کپڑے
پہنے ہے اورد اس کی آنکھوں پر سونگ لگی ہے)

اندیوہنا : کتنا حسین بارش ہے۔ اکنھ سفید ٹھیل اورد سر پر نیلا آسمان!
ترونی موٹ : لیوہو اندیوہنا (وہ اس کی طرف مڑتی ہے) میں بس آپ کو ادب
عرض کرنے آیا تھا۔ ابھی واپس جا رہی ہوں۔ اس کے اٹھ کر بوسہ دیتا ہے) مجھ
سے کہا گیا تھا کہ میں جس جگہ تک انتظار کروں لیکن میں اتنی دیر تک صبر نہ کر سکا۔
(اندیوہنا کھنکھناتے ہوئے اغاز میں اس کی طرف گھومتی ہے)

داریا : جس کی آنکھوں میں آکھٹوں، یہ بیتی ترونی موٹ میں۔
ترونی موٹ : پشیا ترونی موٹ میں آپ کے بیٹے گرتا کوڑھایا کرتا تھا۔
کیا داتنی میں آتا بدل گیا ہوں۔

(اندیوہنا اسے گھمے لگاتی ہے اور خاموشی سے روکتی ہے)
گاویو : (پریشانی سے) بس بس لیوہا۔

داریا : (روکتی ہے) دیکھو میں تم سے کہا تھا تاکہ کل تک انتظار کرو۔

اندلیوٹونا: میرا پیارا گریٹا! میرا دل بچہ — تیرا — میرے لیے ہے۔

واریا: اب کیا ہو سکتا ہے، ما پیاری! یہ تو خدا کی مرضی تھی۔

تروفی موف: (خوف اور غصے سے) صبر کیجئے، صبر کیجئے۔

اندلیوٹونا: (خاموشی سے دھونے ہوئے) میرے پیارے بچے تم کیوں کھو گئے۔

کیوں ڈوب گئے۔ آخر یہ سب کیوں ہوا میرے دوست اپنے کو

سنبھالتے ہوئے، آئی اس کو میرے میں سود ہی ہے اور میں غم بہاں۔۔۔

دودھ کر ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے — ہاں بھتیجا — یہ تمس کیا ہو گیا۔

— تم اتنے سحر کیوں گئے تھے تمہاری ماہرہ مصروفی کیا ہوئی؟

تروفی موف: ہاں نہیں میں ایک کسای محنت نے مجھے دیکھ کر کہا تھا

• دیکھو اس آدمی کو دیکھو — معلوم ہوتا ہے اسے دیکھ گئی ہوئی ہے •

اندلیوٹونا: اس زمانے میں تو تم باطل لوگوں سے گلتے تھے بس ایک پیارے سے

فوجان طالب علم کی طرح۔ ادب — تمہارے بال کتنے چھوڑے

ہو گئے ہیں۔ اور تم تنگ بھی لگانے لگے ہو۔ کیا تم ابھی تک طالب علم ہو

(دروازے کی طرف جاتی ہے)

تروفی موف: حالات تو یہ کہتے ہیں کہ میں آخر تک طالب علم ہی رہوں گا۔

اندلیوٹونا: (پہلے اپنے بھائی اور پھر دایا کو دیکھاتی ہے) اب تم لوگ بھی جیسا کہ

سود ہو، تو میں اب محترم معلوم ہونے لگے ہو لیونڈ۔

پشک: (اس کے پیچھے چلتے ہوئے) اچھا قرب آپ سونے جا رہی ہیں۔

آٹ خفا — یہ میری گھٹیا۔ میں سوچتا ہوں اس رات تو میں نہیں

شہر جاؤں اور کل صبح میری پیاری لیوٹا اندلیوٹونا میں پھر آپ سے

دوسرا ایس دہل قرض مانگوں گا۔

گلا وریو: (خوف سے) یہ شخص وہی رٹ لگاتے ہوئے ہے۔

پشک: ہاں ہاں دوسرا ایس دہل — اب دیکھئے نا مجھے کل گروہ پر مشورہ

کرنا ہے۔

اندلیوٹونا: لیکن حیرت میں میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

پشک: میں ایک ایک پیسہ رٹا دوں گا، میری عزیز خاتون یہ تو ایک بہت

معمولی سی رقم ہے۔

اندلیوٹونا: اچھا تو پھر لیونڈ تمہیں دے دیں گے۔ لیونڈ تم انہیں یہ رقم دے دینا۔

گلا وریو: ضرور، ضرور۔ بڑی خوشی سے — اب کیا حکم ہے میرے لئے؟

اندلیوٹونا: اب جانا ہم کیا کر سکتے ہیں۔ انہیں اس وقت اس رقم کی ضرورت

ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ واپس لوٹا دیں گے۔

(اندلیوٹونا پشک، تروفی موف اور فرس پہنچ جاتے ہیں۔ اب کمرے

میں گلا وریو، واریا اور دایا بیٹا ہیں)

گلا وریو: میری بہن کی رہی یہ مثال کی حالت انہیں لگتی۔ (دایا سے) مہربانی سے

تم یہاں سے چلے جاؤ، تمہارے اندے سے سالے کی بوا کر رہی ہے۔

دایا: (حقارت سے) لیونڈا اندے سے حق معلوم ہوتا ہے آپ بالکل دیے

ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔

گلا وریو: کیا کہا؟ (دایا سے) یہ کیا کہہ رہا ہے؟

داریا : (پشاستے) تمہاری ان کانوں سے تم نے سنا ہی ہے وہ کل سے گلوں کے بڑے کمرے میں بیٹھی ہوئی ہے اور تم سے ملنے کے لئے بے قرار ہے۔

پاشا : افو کیا مصیبت ہے۔ آخر وہ میرا بیچا کیوں نہیں چھوڑتیں ؟

داریا : تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

پاشا : آخر اس ہنگامے کی کیا ضرورت تھی، وہ کل اگر مجھ سے مل جاتیں۔

(پاشا جاتا ہے)

داریا : ماہ پیاری باہل نہیں بدلیں۔ بالکل دھبی کی دھبی ہی ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو ہر چیز ٹھاویں۔

گادریو : ہاں — میرا خیال ہے کہ اگر کسی مرض کے بہت سے علاج تجویز کئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مرض لا علاج ہے میں اس مسئلے پر سوچ سوچ کے تنگ گیا اور میرے ذہن میں اس کے طرح طرح کے حل آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

کتنا اچھا ہو اگر کوئی امیر آدمی مرتے وقت ہمارے لئے بہت سارا پیسہ چھوڑ جائے۔ یا پھر ہم آنیا کی کسی بہت امیر آدمی سے شادی کریں۔ یا پھر ہم میں سے کوئی یا دو سلاسل پہنا جائے اور کاؤٹس کے ساتھ جو ہماری عزت میں قسمت آسانی کرے۔ تمہیں یہ تو معلوم ہی ہو گا کہ وہ بہت مالدار ہیں۔

داریا : (دوڑتے ہوئے) کاؤٹس کو خدا ہی ہماری مدد کرے۔

گادریو : یہ دونوں گڑبگڑا ناہنہ کرو — کاؤٹس بہت مالدار ہیں اس میں شک

نہیں، لیکن وہ ہم لوگوں کو پسند نہیں کرتیں جس کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ میری بہن نے کسی خاندانی رئیس سے شادی کرنے کے بدلے ایک قاتلون ماں سے شادی کی۔

(آنیا دروازے میں نمودار ہوتی ہے)

اس نے ایک ایسے شخص سے شادی کی جو خاندانی رئیس نہیں تھا۔ اصرار یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ میری بہن کے طوطے بہت زیادہ باخبر اور شریفانہ رہے ہیں۔ وہ ایک نیک، رحمدل اور بہت اچھی عورت ہے۔ اس میں شک نہیں مجھے اس سے بہت محبت ہے۔ اور یہی قیامت کو دیکھتے ہوئے ان کی کمزوریوں کا بھی کوئی نہ کوئی حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ ان کا اخلاقی تصور ذرا ڈھیلا ڈھالا ہے۔ اس کی بات چیت چال وصال ہر چیز سے اس کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

داریا : (ڈاہستہ سے) آنیا دروازے میں کھڑی ہے۔

گادریو : کیا ؟ (دفعہ) عجیب بات ہے۔ میری آنکھیں کچھ بڑھ گیا ہے اور میں بھی طرح طرح دیکھ سکتا — اور جمعرات کے دفعہ جب میں کچھری گیا تو۔۔۔

(آنیا داخل ہوتی ہے)

داریا : کیوں آنیا کیا بات ہے۔ تم ابھی تک نہیں سوئیں ؟

آنیا : مجھے نیند نہیں آتی۔ مجھے کسی طرح نیند نہیں آرہی ہے۔

گادریو : میری پیاری بچی (اس کے چہرے اور ہاتھوں کو چاٹتا ہے) میری

پیاری بیٹی (آنکھوں میں آنسو ہیں) تم میرے لئے صرف ایک بوجھ
ہی نہیں بلکہ رحمت کا فرشتہ بھی ہو۔ تم میرے لئے سب کچھ ہو
میری بات کا یقین کرو۔ خدا کے لئے میرا یقین کرو۔

آنسیا: مجھے آپ کی بات پر پورا یقین ہے اماں جان۔ ہر شخص آپ
سے بہت کھتا ہے، لیکن پیارے اماں آپ کو اتنا بونا نہیں
چاہیے۔ آپ خاموش رہنے کی کوشش کیجئے۔ ابھی ابھی آپ میری باتوں
کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟ اپنی سگی بہن کے بارے میں!
آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں؟

گادریو: ہاں۔ ہاں۔ (اس کا ہاتھ دیکر اپنے جہرے پر دھکتا ہے) تم
بالکل ٹھیک کہتی ہو۔ کس قدر بچہ وہ بات ہے۔ آف میرے خدا۔
آف خدا۔ اور آج میں نے جب کیس کے سامنے جو تقریر کی وہ کس قدر
محنت، کمیز تھی اور جب میں پوری تقریر ختم کر چکا اس وقت مجھے
اس بات کا احساس ہوا کہ وہ کتنی احمق تھا۔

واریا: یہ بالکل ٹھیک بات ہے پیارے اماں، آپ کو خاموش رہنے کی
کوشش کرنی چاہیے۔ بس آپ زیادہ بات نہ کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔
آنسیا: اگر آپ خاموش رہیں تو آپ کو خوشی اور سکون حاصل ہو سکتا ہے۔

گادریو: میں خاموش رہوں گا۔ (آنیہ اور واریا کے ہاتھوں کو پیار کرنا ہے)
میں خاموش رہوں گا، لیکن میں تم لوگوں کو بہت ضروری بات بتاؤں گا
چاہتا ہوں۔ جمہرات کے دفتر میں پہری کیا تھا وہاں کچھ دوستوں سے

بات چیت شروع ہوئی جس سے اندازہ ہوا کہ یہ دھڑی فوٹو ہے۔
قرض لیا جاسکتا ہے اور اس طرح بینک کے قرضے کا سود تو ادا ہو ہی
سکتا ہے۔

واریا: اگر خدا کی عطا کیل حال ہو۔

گادریو: میں صبح کے دن پھر جاؤں گا اور اس سلسلے میں اور بات چیت کو گنا
(واریا سے) رونا بند کرو (آنیہ سے) تمہاری ماں اس سلسلے میں
لو پائن سے بات کریں گی۔ ظاہر ہے کہ انکار نہیں کر سکتا اور تم کچھ
عرصہ یہاں آرام کرو تو پھر تم یا اساطیل جلی جانا۔ اور وہاں جا کر کاوش
یعنی اپنی ذاتی سے ملنا۔ اور اس طرح ہم تینوں مختلف طریقوں سے
اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کریں گے اور ظاہر ہے کہ یہ اپنی یقینی
ہے اور اس طرح ہم قرضے کا سود ادا کر سکیں گے۔ مجھے اس کا یقین
ہے (خاموشی ٹھکانے کا ایک ٹکڑا اٹا لے) میں اپنی قسمت کی قسم کھا کر
کہتا ہوں یا جس چیز کی بھی قسم کہہ کر کہیں (اپنی جاگیر کو بیچنے کی ضرورت
نہیں پڑے گی۔ (جوش سے) میں اپنی خوشی کی باتیں لگا رہا ہوں۔
لو میرا ہاتھ ہے اگر میں اس جائیداد کا نیلام ہونے دوں تو تم مجھے
جو چاہے کہہ لینا۔ تم مجھے ایک بڑے مصروف اور مجرمانہ آدمی کہہ سکتے ہو۔
میں اپنی قسمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔

آنسیا: (سکون اور خوشی کے لیے میں) اماں جان آپ کتنے اچھے اور سمجھدار
ہیں۔ (اس کے گئے ہیں) باہیں نا ہوتی ہے) مجھے اب کچھ سکون محسوس

ہودا ہے میں کتنی خوش اور مطمئن ہوں۔

(خیرس داخل ہوتا ہے)

خیرس: یوندا خدے وہی تمہیں خرم نہیں آتی۔ آخر تم سونے کے لئے کب جاؤ گے۔

گلا دیو: بس ابھی جاتا ہوں، ایک منٹ میں۔ اس تمہاں سے جاؤ گے تمہاری ود کی ضرورت نہیں۔ اچھا میری بچی! خدا حافظ۔ کل باقی سب باتیں ہوں گی۔ اس وقت تم بھی جاگ سو رہو۔ (آنیبا اندر داکو پیار کرتا ہے) تمہیں معلوم ہے میں انیسویں صدی کا آدمی ہوں۔ اب لوگ اس ود کی قدر نہیں کرتے، لیکن پھر میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے عقیدے کی خاطر اس زندگی میں کافی خرم ہے۔ اسی لئے کہان مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں۔ یہ کوئی آسان بات نہیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے لوگ انہوں سے گہری واقفیت ہونا ضروری ہے اور پھر بھی کدہ کشیال۔۔۔

آنیبا: آپ نے پھر اسی طرح کی باتیں شروع کر دیں، اموں جان۔

واریا: میرے خیال میں آپ خاموش رہیں تو بہتر ہو یا بے اموں۔

خیرس: یوندا خدے دیج۔

گلا دیو: آتا ہوں۔ آتا ہوں۔

(جاتا ہے اس کے پیچھے خیرس بھی لنگھتا ہوا جاتا ہے)

آنیبا: اب مجھے کچھ سکون محسوس ہو رہا ہے میں یاد اس دل تو نہیں جانتا تھا

کیونکہ مجھے کاوش، فی ہاں پسند نہیں، لیکن پھر بھی مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے ذہن پر سے کوئی بوجھ اٹھایا گیا ہو اور اس کے لئے میں ہاں کی شکر گزار ہوں۔ (بٹھ جاتی ہے)

واریا: اب مجھے بھی سونا چاہیئے۔ میں چنتی ہوں۔ ہاں اس پر یاد آ یا کہ

تمہارے پیچھے ایک بڑی ناخوش گوار سی بات ہو گئی۔ تمہیں معلوم ہے کہ اب شاگرد پیشہ میں بہت کم نوکروں گئے ہیں۔ یعنی صرف

یعنی موشکا، پولیا، پادوسی گن اور کارپ۔ خیر تو ہمارے کرائیوں نے کچھ نفلوں کو وہاں شلنا شروع کر دیا اور اس وقت تو میں نے

بھی کوئی خاص روک ٹوک نہیں کی، لیکن کچھ عرصے بعد اس سلسلے میں کچھ کا پیوسی شروع ہو گئی۔ سنا ہے لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ

میں نے انہیں صرف شوکے ہوئے مٹر کھانے کو دیئے، کیونکہ میں بتا

کتبوس ہوں۔ پھر مجھے معلوم ہوا اس سارے فساد کی جڑ پادوسی گن تھا۔ اچھا تو یہ قلعہ ہے، میں نے اپنے دل میں کہا، تو میں بھی

تمہیں ذرا ابھی طرح مٹا چکھاؤں گی، اور یہ سوچ کر میں نے اُسے

نکال دیا۔ (جانی بیتی ہے) پادوسی گن صاحب تشریف لائے یہ سب کیا معاملہ ہے پادوسی گن؟ میں نے کہا، خرم سے بڑا گدھا میں نے

آج تک نہیں دیکھا، (آنیبا کے قریب جاتی ہے) ارے یہ تو سو گئی۔ (اُس کا بازو دیکھ کر آٹھاتی ہے) چلو چل کر اپنے بستر پر لیٹو۔ (بٹھ جاتی ہے) اپنے میری پیاری، یہی تجھے منجھے سو گئی۔

دوسرا ایکٹ

(ایک شہرک جس کے کنارے ایک شہرک مزار ہے، جو ایک طرف کو ٹھکا ہوا ہے اور غالباً بہت عرصے سے کسی شہر کے عالم میں پڑا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک کنواں ہے، کچھ قدر پر ایک پانی سیٹ اور پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے، جو غالباً کبھی تھروں کے کتبے تھے، اودھر اودھر پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں سے ایک شہرک گا دیو کی جاگیر کی طرف جاتی ہے، جس کے ایک طرف کچھ دور تک سفیدے کے درختوں کی قطار ہے اور اس کے بعد چری کا باغ شروع ہوتا ہے۔ اس کے آگے تیلی گراف کے ٹاوروں کی لائن نظر آ رہی ہے اور اس کے بعد دودھ افق کے قریب جب سطح صاف ہوتا ہے تو ایک بڑے شہر کی عمارتیں دھندلی دھندلی سی نظر آتی ہیں)

(سورج غروب ہونے والا ہے۔ شاد لڑکا، یاخا اور دونیا سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یاخا جو دونوں قریب کھڑا ہے سب کسی سوچ میں غرق معلوم ہوتے ہیں۔ شاد لڑکا ایک نوکیلی مردانی ٹوپی اوڑھے ہوئے ہے۔ اس نے اپنے شانے پر سے ابھی ایک چھوٹی بندوقنی اُتاری ہے اور اس کا سر ٹھیک کر دی ہے)

(دو لوگ دودھانے لگ جاتی ہیں۔ بہت دودھ سے کسی چروا ہے کی بائسری کی آواز آتی ہے۔ ترونی موف شیج پر سے گزرتا ہے اور واریا اور آ نیا کو دیکھ کر ٹھٹکتا ہے)

واریا: شش شش۔ یہ سو رہی ہے۔ سو گئی ہے۔ چلو پری پیاری۔
آنیا: (نرم آواز میں) میں کتنی تھک گئی ہوں۔ مجھے برابر گھٹٹیوں کی آواز آ رہی ہے۔ ماموں جان پیارے۔ ماموں جان اودھا۔
واریا: چلو پیاری۔ چلو۔ (دو دونوں آ نیا کے کمرے میں چلی جاتی ہیں)
ترونی موف: (جو بہت حائر ہے) آ نیا۔ میرے دادا بندہ تاسا!
میرے پیار کے پھول!
(پھر وہ گزرتا ہے)

شار لوٹا: (سوچتے ہوئے) مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میری طرف کیا ہے، میرے پاس اپنی پیدائش کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے آپ کو یقین دلاتی رہتی ہوں کہ میں اب تک جوان ہوں۔ جب میں پچھوئی سی تھی تو میرے ماں باپ سیلوں میں گھومتے دہتے تھے اور ہر جگہ اپنے تاشے دکھاتے تھے۔ وہ بڑے اچھے چادو کے تاشے ہوتے تھے۔ میں ایک چچی سی رتھی پر گودا کرتی تھی اور طرح طرح کے تاشے دکھایا کرتی تھی جب میرے ماں باپ مر گئے تو ایک جڑی خاتون نے مجھے لے کر پال لیا اور مجھے پڑھانا شروع کیا اور اس طرح میں بڑی ہو کر گورنرس ہو گئی لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ میں کلن ہوں، میرا وطن کہاں ہے اور دیکھ کہ میرے ماں باپ کون تھے ہو سکتا ہے کہ ان کی بھی باتا بعد شادی بھی نہ ہوئی ہو۔ مجھے کچھ پتہ نہیں۔ (اپنی جیب سے ایک کیکر نکال کر کھانا شروع کرتی ہے) بس اس سے نیاں میں کچھ نہیں جانتی۔ (وقف) میں کسی سے بات کرنے کے لئے بے چین ہوں لیکن کوئی بھی تو ایسا نہیں جس سے میں بات کر سکوں، میرا کوئی بھی تو نہیں۔

پانی ہو ووف: (گنگار بجاتا اور گاتا ہے)

مجھے اس شور جگ سے کیا مطلب

مجھے اپنی سے کیا مطلب

مجھے خیروں سے کیا مطلب

کہ یہ بریڈ بجاتا میرا جیون ہے

دونیا شا: یہ بریڈ تو نہیں یہ تو ایک کٹار ہے۔ ڈٹوے میں سے ایک چوڑا لٹا کھینچ نکال کر اپنا چہرہ دیکھتی ہے اور چہرے پر پاؤں رکھتی ہے)

پانی ہو ووف: ایک بیقرار عاشق کے لئے تو یہ ایک بریڈ ہی ہے۔ (آہستہ آہستہ گاتا ہے) اسے مری جان تھے میری محبت کی قسم

دیکھ ہاں میری طرف

میری دنیا ہے تیری ایک عنایت کی نظر

(پاشا اس کے ساتھ گاتا ہے)

شار لوٹا: کتنے بعد سے طریقے سے گلاب ہے میں یہ لوگ معلوم ہوتا ہے گیڈ شاپ ہے۔ دونیا شا: ریشا سے اسے واقعی کتنے خوش قسمت ہو کہ مرے ملک کی میرا کرتے ہو۔

پاشا: اس میں کیا شک ہے مجھے تم سے پورا اتفاق ہے۔

(دھانی بجاتا ہے اور ایک سنگ رینگاتا ہے)

پانی ہو ووف: بالکل ٹھیک بات ہے۔ دوسرے ملکوں میں ہر کام تیزی سے چلتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہر چیز بہت عرصے سے چل رہی ہے۔

پاشا: اس میں کیا شک ہے۔

پانی ہو ووف: ذاتی طور پر میں ایک مہذب قسم کا انسان ہوں۔ میں ہمیشہ طرح

طرح کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔ لیکن معلوم نہیں کیا بات ہے کہ مجھے

کبھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ میں کس طرف جا رہا ہوں اور میں واقعی کیا چاہتا

ہوں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ میں زندہ رہنا

چاہتا ہوں یا اپنے آپ کو خوش کر لینا چاہتا ہوں، لیکن پھر مجھ میں ایک

جھوٹی سی بندوق پیش اپنے خدا کو دکھاتا ہوں۔ یہ ہے وہ بندوق !
(بندوق دکھاتا ہے)

شار لوٹا: اچھا یہ کام تو ختم ہوا۔ اب میں جتن ہوں۔ (بندوق کا تسمرا اپنے کندھے پر ڈالتی ہے) تم کافی ہوشیار آدمی ہو یا بی ہودوف میرے خیال میں عورتیں تمہیں دیکھتے ہیں تم پر عاشق ہو جاتی ہوں گی۔ آج تمہو — (جانے لگتی ہے) تم ہم ہوشیار لوگ کس قدر عیو ترف ہوتے میں میں کس سے بات کروں میں کس قدر اکیلی ہوں — میں ہمیشہ تنہا رہی ہوں — میرا پتا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور میں کون ہوں؟ — میں کس نے پیدا ہوئی — یہ کوئی نہیں جانتا۔

(آہستہ آہستہ بول جاتی ہے)

یالی ہودوف: میں صرف خدا لگتی اور سچی بات کہنا چاہتا ہوں، ادھر ادھر بھٹکتا نہیں چاہتا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ لوگوں کو آپ یہ بتا ہی دینا چاہیے کہ قسمت نے مجھ سے ہمیشہ بڑی بے رحمی کا سلوک کیا ہے، جیسا کہ ایک طرف ان چھوٹے جہازوں کے ساتھ کرتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے — ہوسکتا ہے کہ یہ غلط ہو — لیکن اب آپ ہی جانئے کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ آج صبح جب میں سو کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی سی ٹکڑی میرے سینے پر پڑی ہوئی ہے — بالکل اس طرح — (اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتا ہے) یا فرض کر لیجئے میں نے کو اس کا ایک جگ اٹھا کر کو اس پیسے کا ارادہ کیا تو

یقین مانئے کہ اس کے اندر سے کوئی عجیب و غریب چیز نکل آئے گی۔ مثلاً ایک برساتی کپڑا۔ (وقف) کیا تم نے کبھی یہ کئی کتاب پڑھی ہے۔ (وقف) اور دوسرا فیور دوسریں تم سے ایک منٹ بات کرنا چاہتا تھا۔ اگر تمہیں تکلیف نہ ہو تو۔
دونیا شا: ہاں ہاں کیا بات ہے۔

یالی ہودوف: میں تم سے ذرا تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ (آواز بڑھتا ہے) دونیا شا: (ذرا گھبراہٹ ہوئی ہے) بہت اچھا۔ لیکن تم مجھے میرا وہ چھوٹا ایک لادہ پکڑوں کی الماری کے قریب دکھا ہوا ہے۔ یہاں کافی مری ہو گئی ہے۔ یالی ہودوف: بہت اچھا میں ابھی لانا ہوں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ لو کے کیا کام لوں؟ (اپنا گٹار اٹھاتا ہے اور اسے پلٹا ہوا چلا جاتا ہے)
یاشا: گیارہ دہائی بائیس مینٹیں — بڑا ہی احمق آدمی ہے — بات باہر نہ جانے پائے۔ (جہان مینا ہے)

دونیا شا: خدا کرے یہ اپنے کوشش نہ کرے (وقف) مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں ہر وقت کسی نہ کسی بات پر پریشان رہتی ہوں۔ جب میں یہاں صاحب اور بیگم صاحبہ کے پاس آتی تھی تو میں ایک چھوٹی سی بچی تھی اور اس وقت سے میں یہاں ہوں اور اب مجھے یہی ساری زندگی گزارنے کی عادت نہیں رہی ہے۔ دیکھو میرے ہاتھ کتنے سفید ہیں۔ میں میں رئیس زادوں کے ہاتھوں کی طرح۔ اب میں بہت تنگ اور ناگ ہو گئی ہوں بالکل رئیس زادوں کی طرح۔ اور مجھے ہر چیز سے

خوف محسوس ہوتا ہے۔ عجیب طرح کا خوف۔ اگر تم نے مجھے دھوکا دیا یا شائق معلوم نہیں میرے دل کا کیا حال ہو جائے گا؟
 یا شا: (اسے ہار کرتا ہے) تم نے جو گمنامی — یاد کرو ایک لڑکی کو اپنے اوپر پورا کنٹرول رکھنا چاہیے۔ ذاتی طور پر مجھے کوئی بات اتنی ناپسند نہیں جتنا کسی لڑکی کا ایک نامناسب حرکت کرنا۔

دو دنیا شا: مجھے تم سے بے حد محبت ہے۔ بے انتہا — تم کہتے قابل ہو۔
 — تم ہر بات کو گمنامی ہی طرح سمجھتے ہو۔ تم ہر بات ثابت کر سکتے ہو۔

یا شا: ۱-۲ آں — میرے نقطہ نظر سے یہ بات اس طرح ہے۔ اگر ایک لڑکی کسی مرد سے محبت کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اعلیٰ طور پر گرمی ہوتی ہے۔ (وقف) کھلی ہوا میں سگارا پینے میں کتنا لطیف آتا ہے۔ (کان لگا کر سنتا ہے) کوئی اس طرف آ رہا ہے — گھر کی بیگمات اور حضرات۔ (دو دنیا شا محبت سے اس کے گلے میں باہر ڈالتی ہے) — اچھا اب گھر جاؤ۔ اور یہ ظاہر کرو کہ تم جیسا نہیں نہانے آتی تھیں — دیکھو اس راستے سے جاؤ، روزہ لوگ تمہیں راستے میں مل جائیں گے۔ اور سوچیں گے کہ تم سے چیز بھاڑ کر ہاتھ — میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔

دو دنیا شا: (جلگے سے کھانسی ہے) سگارا کی توتے میرے سر میں سدھ ہو گیا۔
 (جاتی ہے)

(داشا فراز پر بیٹھا اور تباہ ہے۔ اندر لونا، گادیلو اور لوپا جن داخل ہوتے ہیں)

لوپا جن: اب میں بہت جلد آخری فیصلہ کرنا ہوا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرے۔
 دیکھئے میرا سوال بہت سیدھا سا رہا ہے۔ آپ کو نیچے بنانے کے لئے بیڑی میں کسے پر دینی منظور ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب آپ ایک لفظ میں دے سکتے ہیں۔ "ہاں"۔ یا "نہیں"۔ صرف ایک لفظ میں۔
 اندر لونا: یہ بدردار سگارا کوکن بیڑی ہاتھ لیا ہوا ہے! — (بیڑی جاتی ہے)

گادیلو: رابطے لائن قریب ہونے کے کتنی آسانی ہو گئی ہے۔ (بیڑی جاتی ہے) اب دیکھئے ہم یہاں موجود ہیں — درہر کا کھانا کھانے کے لئے ہم شہر گئے اور اب شام ہونے سے پہلے واپس گھر آ گئے۔ اور ہمیں نے بج کی جبر میں شریٹ گیند ڈھونڈی — اس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ گھر کے اندر جا کر بس ایک بازی اور کیلوں۔

اندر لونا: اسی قریب وقت باقی ہے۔

لوپا جن: ایک منٹ ٹھہر کے (وقت سے) امروانی سے میرے سائل کا ہرٹس بوجھ گادیلو: (زمانی بیٹا ہے) کیا کہا تم نے؟

اندر لونا: (اپنے بڑے کو دیکھتے ہوئے) کل تک میرے پاس کافی پیسے تھے۔ لیکن اب قریب قریب سب ختم ہو چکے ہیں۔ بیچری دارو کھانے پینے میں ہر ممکن کفایت کر رہی ہے۔ ہم لوگوں کو روزہ دھوکا سوپ کھانے کو قہر ہے اور دارو بیڑی خالے کے سب نوکروں کو صرف سوکے مٹر کھانا پڑتے ہیں — اور بچے دیکھئے — بالکل بے وجہ رد یہ سن رہی ہوں معلوم نہیں کیوں؟ (اس کے ہاتھ سے جڑا گرا ہے)

اور سونے کے سکے چاروں طرف بکھرتے ہیں (ادب میں نے یہ دونوں چاروں طرف پھینکا دیئے۔)

(بہت پریشان ادرا لہجی ہوتی ہے)

یاشا: محترمہ مجھے اجازت دیجئے میں ابھی انھیں اٹھاتے دیتا ہوں۔
— (کچلے میچ کرتا ہے)

اندرا یونا: شکریہ یاشا — معلوم نہیں میں باہر کھانا کھانے کیوں گئی تھی — تمہارا وہ رسولوان بھی کافی بیہودہ تھا کہیں قدر خوفناک بیٹھنے کی رہا تھا اور میز پرشوں میں بے صافی کی برتری تھی۔ اور پھر اس قدر شرب پینے کی کیا ضرورت تھی یونا — اس قدر کھانے کی — اور اتنا زیادہ بولنے کی — آج رسولوان میں پھر تم نے بے تمنا ہونا شروع کر دیا — اور وہ بھی بالکل بیکار اور غیر ضروری باتیں۔ اٹھارہ سوستر کے حالات اور انخطاط پذیر لوگوں کی باتیں۔ — اور پھر وہ بھی کس سے — ہوش کے بیروں سے — فراموش — ان سے انخطاط پذیر طبقے کے بارے میں تہا درتخیالات کرنے کا کیا تک تھا؟

لوپاخین: ہاں واقعی کچھ عجیب سی بات تھی۔

گادریو: (ہاتھ دلاتے ہوئے) واقعی میرا مرض لا طاع ہے مجھے ابھی ملن افراہ ہے۔ (یاشا سے اُچھے ہوئے اٹھارہ سوستر) اگزم کیوں ہر وقت میرے سامنے منڈلاتے رہتے ہو؟

یاشا: (ہنستا ہے) تمہاری باتیں سن کر ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔
گادریو: (ذاتی ہیں سے) تو اسے یہاں سے دفع کر دو — دفعہ پھر میں ہاں ہوں۔
اندرا یونا: یاشا تم یہاں سے چلے جاؤ — جلدی کرو۔

یاشا: (اندرا یونا کا بشرہ اسے دیتا ہے) بس میں جاتا ہوں۔ (ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرتا ہے) بس ابھی ابھی — (جاتا ہے)
لوپاخین: آپ اور گادریو کو تو جانتے ہوں گے۔ بڑا مالدار آدمی ہے مناجہ کردہ آپ کی جائیداد خریدنا چاہتا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ نیلام کے وقت خود یہاں آئے گا۔

اندرا یونا: تم نے یہ خبر کہاں سنی؟

لوپاخین: شہر میں یہ بات بہت چوری تھی۔

گادریو: یار سلاوول سے ہمارا ہی پھوٹی نے کچھ رقم بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن وہ کب اور کتنی رقم بھیجیں گی یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔

لوپاخین: وہ آپ کو کتنی رقم بھیجیں گی؟ — ایک لاکھ — یاشا یہ دلاکھ۔
اندرا یونا: نہیں اس کا تو کوئی سوال نہیں شاید دس بارہ ہزار بھیج دیں۔ وہ بھی ان کا بڑا احسان ہو گا۔

لوپاخین: اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے اس قدر کمزور، غیر کاروباری اور عجیب و غریب قسم کے لوگ زندگی بھر کہیں نہیں دیکھے۔ آپ کو بہت صاف انصاف میں بتایا جا چکا ہے کہ آپ کی جائیداد کا نیلام ہو رہا ہے، لیکن یہ بھی

بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اندریلو: لیکن ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ۔ ہم کیا کریں؟

لوپاخن: میں آپ کو یہ بات کہنی بار جتا چکا ہوں۔ ہر روز یہی بات آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو اپنا بیڑی کا باغاطس کے ساتھ والی زمین گرمی کے بنھوں کے لئے کر کے پرورے دینی چاہئے اور یہ کام آپ کو خود کرنا پائیے۔ جتنی جلدی بھی ممکن ہو سکے کیونکہ عوام بہت جلد ہونے والا ہے۔ نہ رانی سے اس بات کو بھنے کی کوشش کیجئے۔ اگر ایک بار آپ اس زمین پر بھگے بنوانے کا فیصلہ کریں تو میرے آپ جتنی رقم چاہیں قرض لے سکتے ہیں۔ پھر آپ باطل آزد ہوں گے اندریلو: گرمی کے بھگے۔۔۔ اور ان کے مکین۔۔۔ معاف کرنا یہ تو بڑی غیر فائدہ مند بات ہے۔

گکا دیلو: مجھے تم سے پورا اتفاق ہے۔

لوپاخن: بخدا مجھے ایسا غموس ہو رہا ہے کہ میں ابھی دھڑوں گا یا پتھانے لگوں گا یا زمین پر گر کر رہے ہوش ہو جاؤں گا۔ یہ سب اب میری برداشت سے باہر ہے۔ آپ لوگوں نے مجھے تھکا کر چھوڑ دیا۔ (گکا دیلو سے بڑی محبت)۔۔۔ تم بالکل ایک بوڑھی عورت جیسے ہو۔

گکا دیلو: کیا کہا؟

لوپاخن: بوڑھی عورت!

اندریلو: (گھبرا کر) نہیں نہیں خدا۔ کس نے ایسی دجاؤں میں زمین۔ خدا شہر۔

ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی ترکیب نکال سکیں۔

لوپاخن: اب اس کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

اندریلو: نہیں نہیں تم ابھی دجاؤ۔۔۔ عجیب بات ہے، جب تم یہاں رہتے ہو تو فضا خوشگوار سی معلوم ہوتی ہے۔ (دفعہ) مجھے ہر وقت کسی معلوم اور خوفناک حادثے کا کھٹکا لگا رہتا ہے، مثلاً یہ کہ جیسے ہمارا گھر ہم پر گرنے والا ہو۔

گکا دیلو: اور پھر میں نے سچ کی جرب میں ڈھونڈا۔۔۔ اور پھر۔۔۔

اندریلو: ہم بہت گناہگار ہیں۔

لوپاخن: گناہگار۔۔۔ واقعی۔۔۔ لیکن آپ نے کیا گناہ کئے ہیں؟

گکا دیلو: (مٹھائی کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے) لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دولت مٹھائی میں آٹا دی۔ (منہ ہاتھ سے)

اندریلو: آہ میرے گناہ۔۔۔ خدا دیکھیں کس طرح ہر وقت روپے کو پانی کی طرح بہا پی رہتی ہوں۔۔۔ اسے پاگل بنی کے سنا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر میں نے ایک ایسے آدمی سے شادی کی جو صرف قرض لینا جانتا تھا اور جسے شراب پینے کی لذت تھی۔ شہر میں نے اس کا خاتمہ کیا۔۔۔ اور پھر بد قسمتی (بچنے کے لئے) ایک اور شخص سے محبت ہو گئی اور جس وقت میرا اور اس کا معاشرہ جل رہا تھا میں اسی زمانے میں۔۔۔ اور یہ میری پہلی سزا تھی جس نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔۔۔ میں اسی وقت میں رہا یا پتھرا یا لڑا

میں ٹھہر کر گیا اور پھر میں بردبار بن گیا۔ میرا خیال تھا کہ میں ہیضہ لے لئے جا رہی ہوں اور کبھی واپس نہیں آؤں گی۔ کبھی اس دور کا کوئی آنکھوں سے نہ دیکھوں گی۔ میں نے اپنی آنکھوں پر جیسے پتلی باندھ لی اور صدمے کی قسمت سے تہ تاب ہو کر بہت دور نکل گئی، لیکن وہ شخص میرے پیچھے پیچھے فرانس پہنچ گیا۔ یہ اس کی بڑی علامت اور حشیا نہ حرکت تھی اور پھر مجھے میٹروں میں ایک جگہ خریدنا پڑا کیونکہ وہ وہاں جا کر بیمار ہو گیا تھا اور پھر تین سال تک مجھے ایک منٹ کے لئے بھی چین نہ مل سکا۔ وہ خود تو تھاپی دائمی مریض، اس نے میری قوت ہن بالکل بخرائی اور مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ میری رُوح کے سوتے خشک ہو گئے ہیں۔ اور پچھلے سال جب قرض چکانے کے تھے اس جگہ کو پہنچا پڑا تو میں پیرس ہی آئی۔ وہاں اس نے میرا تمام رویہ تبدیل کیا اور پھر جا کر ایک اور عورت کے ساتھ رہنے لگا۔

— اس کے بعد میں نے نہ ہر گھانے کی کوشش کی۔ یہ سب باتیں کئی محانت آمیز اور شرمناک تھیں۔ اور پھر یکایک میرے دل میں روئیں واپس آنے کی شدید خواہش جاگ اٹھی۔ اپنے پیارے وطن۔ اور اپنی پیاری بچی کے پاس آنے کی۔ (اکسپریس نہیں ہے) اے خدا۔

اے میرے خدا! مجھ پر رحم کر۔ میرے گناہوں کو معاف کر۔

اور مجھے اللہ کا وہ سزا دے۔ (اپنی جیب سے ایک ٹیڈی بوم نکالتی ہے)

یہ آج ہی پیرس سے آیا ہے۔ اور وہ مجھ سے معافی مانگ رہا ہے

اور مجھ سے واپس آنے کی درخواست کر رہا ہے۔ (ٹیڈی بوم کو پیٹتی ہے)

— معلوم ہوتا ہے کہیں دُور سے گئے بھانے کی آواز آ رہی ہے۔ (سنتی ہے)

گلا دیو: یہ ہمارے ہودیوں والا مشہور چیٹ ہے۔ تمہیں یاد ہے نا جس میں چار دامن، ایک فلوٹ اور ایک دف ہے۔

اندیو نونا: اچھا تو یہ چیٹ اب تک موجود ہے تو پھر کیوں نہ انھیں کسی دل پہنچے ہاں بٹایا جائے۔ اچھا خیال ہے نا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی ٹوائس پارٹی کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے۔

لو پاخن: (غور سے سنتا ہے) مجھے تو کوئی آواز نہیں آ رہی۔ (گھانا ہے)

رنگ کہتے ہیں کہ اہل جرمن

دوبیوں کو بھی سنا سکتے ہیں سب چاہیں فری

ہاں مگر یہ شرط ہے اس کے لئے

آپ اُن کو دیں کوئی اچھی رقم

(ہنستا ہے)

کل میں نے تھیر میں ایک بہت اچھا ڈرامہ دیکھا تھا بہت دلچسپ تھا

اندیو نونا: مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی خاص دلچسپ نہیں ہوگا۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ ڈرامے وغیرہ دیکھنے کے بجائے تمہیں چاہیے کہ آپ اپنے آپ کو نیا اچھی طرح دیکھو اور یہ سوچ کر کہ کس قسم کی بے رنگ زندگی گزارتے ہو کس قسم کی ریکارڈ باتیں کرتے ہو۔

لوپاخن: آپ بالکل ٹھیک بھی ہیں۔ ہم لوگ بری اعتقاد زعمی لوگ ہیں۔
(وقف) میرے باپ ایک شوٹ کسان تھے اور وہ کچھ بھی نہیں
جانتے تھے اور انھوں نے مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا۔ وہ تو بس شراب
کے نشے میں ڈھلت ہو کر مجھے مارنا جانتے تھے اور وہ بھی ایک چٹری
سے۔ یہی بات تو یہ ہے کہ میں خود بھی کافی بے وقوف اور شوٹ
قسم کا آدمی ہوں۔ کسی نے کہی مجھے کچھ نہیں سکھایا۔ میری کھائی تک
بے حد غراب ہے۔ اور مجھے اپنی گلی ہوئی کوئی چیز لوگوں کو دکھانا
ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بندے نے کیوس
کھینچ دی ہیں۔

اندریونا: عزیز من! تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے۔

لوپاخن: جی ہاں — اس میں کوئی شک نہیں۔

اندریونا: تمہیں ہماری داماد سے شادی کر لینی چاہیے۔ وہ بڑی اچھی لڑکی ہے۔

لوپاخن: جی ہاں۔

اندریونا: اس کے ماں باپ معمولی حیثیت کے لوگ تھے اور وہ بہت جناکش
لڑکی ہے وہ تمام دن ان تھک کام کر سکتی ہے، لیکن سب سے
بڑی بات یہ ہے کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور تم بھی کافی عرصے
کے اسے چاہتے ہو۔

لے اصل ڈالے میں وہاں سور کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، لیکن چونکہ اردو میں یہ لفظ دھڑے
منوں میں استعمال ہوتا ہے اس لئے یہاں بندے کا لفظ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

لوپاخن: ہاں — مجھے کوئی اعتراض نہیں — وہ کافی اچھی لڑکی ہے
گادلو: مجھے بینک میں ایک نوکری مل رہی ہے۔ تنخواہ چھ ہزار روپے سالانہ
ہے۔ تم نے یہ خبر سنی۔

اندریونا: ہاں سنی تھی، لیکن میرا خیال ہے کہ تم جہاں ہو وہیں ٹھیک ہو۔

(فیرس ایک لمبا کوٹ لئے داخل ہوتا ہے)

فیرس: (گادلو سے) مہربانی سے یہ کوٹ پہن لیجئے جناب۔ یہاں کافی
سردی ہے۔

گادلو: (کوٹ پہنتا ہے) تم کہیں بھی میرا بیجا نہیں سمجھو گے۔

فیرس: کتنے انوس کی بات ہے کہ آج آپ باہر گئے اور مجھے تباہ کیا نہیں۔

(اُسے سر سے پاؤں تک دیکھتا ہے)

اندریونا: تم کس قدر ضعیف ہو گئے ہو فیرس۔

فیرس: آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے، بیگم صاحبہ؟

لوپاخن: وہ کہہ رہی ہیں کہ تم بہت ضعیف ہو گئے ہو۔

فیرس: ہاں میں بہت عرصے زندہ رہ چکا ہوں۔ جس وقت میری شادی
کی بات چلی تھی، اُس وقت تک آپ کے آپ بگ بگ نہیں
ہوئے تھے اور جس وقت لوگوں کو آنا دینی تو میں یہاں خاص انداز
پہن چکا تھا، لیکن میں نے آزاد ہونے کے مقابلے میں اپنے صاحبہ اور
بیگم صاحبہ کے ساتھ ٹھہرنا پسند کیا۔ (وقف) — مجھے یاد ہے کہ اس
وقت ہر ایک خوش تھا — لیکن وہ سب لوگ خوش کس بات پر

تھے یہ تو صرف خدای ہی جانتا ہے۔

لو پاخن : اس میں کیا شک ہے کہ وہ بہت اچھا زمانہ تھا اور لوگوں کی پشانی بھی خوب ہوتی تھی۔

فیرس : (اس کی پالت سنے لیں) اس وقت کسان جاگیر داروں سے بہت قریب تھے اور جاگیر دار کسانوں سے، لیکن اب سب الگ الگ ہیں اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آسکتی۔

گالو : فیرس اب تم چپ رہو۔ کل مجھے شہر جانا ہے۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ کسی جنرل سے میرا تعارف کرایا جائے گا، جو اقرار نامے کی بنیاد پر ہمیں کچھ روپیہ قرض دے دے گا۔

لو پاخن : میرے خیال میں تو یہ وعدہ پورا ہی نہیں ہوگا اور اگر ہو بھی گیا تو بھی اب اس روپے سے سود کی رقم کو ہرگز ادا نہ کر سکیں گے۔

اندریو : یہ سب تو ان کا تخیل ہے کسی ایسے جنرل کا وجود ہی نہیں ہے۔ (ترونی موف : آئیہ اور داریا داخل ہوتے ہیں)

گالو : دیکھو وہ بچے آرہے ہیں۔

آسیہ : اچھا می آپد یہاں ہیں۔

اندریو : آؤ آؤ میرے پیارے بچو! (آئیہ اور داریا کو گلے لگاتی ہے) کاش کہ تم جا ہی سکتیں کہ میں تم دونوں کو کتنا چاہتی ہوں۔ آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو۔

(سب بیٹھ جاتے ہیں)

لو پاخن : ہمارے دائمی طالب علم ہمیشہ نوجوان خواتین کے ساتھ ہی نظر آتے ہیں۔ ترونی موف : بہر حال انہیں داخلہ امتحانی کی ضرورت نہیں۔

لو پاخن : بہت جلد یہ پچاس سال کے ہو جائیں گے لیکن میں بھی یہ طالب علم ہی ترونی موف : مہربانی سے اپنے احقران مذاق بند کرو۔

لو پاخن : لیکن اس میں اتنا خفا ہونے کی کیا بات ہے تم واقعی عجیب آدمی ہو۔ ترونی موف : تم کیوں ہر وقت میرے پیچھے پڑے رہتے ہو۔

لو پاخن : (ہنستا ہے) بس میرے ایک سوال کا جواب دو۔ تمہاری میرے بارے میں کیا رائے ہے؟

ترونی موف : یہ مولائی الکسی وہی میری تہارے بارے میں پیدائے ہے کہ تم ایک الدار آدمی ہو اور بہت جلد کروڑ پتی بننے والے ہو اور جس طرح وہ خوشخوار و عمدہ ضروری ہوتا ہے جو چھوٹے چھوٹے جاتوں کو بچل جاتا ہے اور ایک قسم کے آؤ کے کو دوسری قسم کے آؤ کے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح تم بھی ضروری ہو۔

(سب ہنستے ہیں)

داریا : اب تم ہمیں سیاروں کی باتیں سناتے پھیٹا۔ اندریو : آؤ آؤ نہیں نہیں کل کی بات حیت کو جاری رکھا جائے۔

ترونی موف : مکی ہم کس موضوع پر باتیں کر رہے تھے؟ اندریو : "طرور" کے موضوع پر۔

ترونی موف : اس مسئلے پر کل ہماری کافی بحث ہوئی، لیکن ہم کسی نتیجے

پر نہیں پہنچ سکتے اور ایک دوسرے سے اتفاق نہ کر سکتے۔ آپ نے نقطہ نظر سے تو غور میں بھی ایک روحانیت اور گہرے معنی نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی خاص علمی نقطہ نظر سے آپ کی بات ٹھیک ہو لیکن اگر ہم اس مسئلے کو دقیق اور دو اوقات وہ بنائے بغیر ایک سیدھے سادے طریقے سے اس پر غور کریں تو یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ اگر انسان کو مفروضہ ہونے کا کیا حق ہے؟ جبکہ نسل انسانی جسمانی طور پر کافی کمزور اور لاچار ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ انسانی کی اکثریت، بیوقوف، ناشائستہ، غیر مطمئن اور کم رسیدہ ہے۔ ہمیں اب خود قمر یعنی کاہر سلسلہ ختم کر دینا چاہیے۔ اور صرف کام کرنا چاہیے۔

گگادیلو: جو شخص کام نہیں کرتا وہ بھی مڑتا ہے اور جو کام کرتا ہے وہ بھی مر جاتا ہے ترقی یافتہ موف: کون کہہ سکتا ہے۔۔۔ پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ موت کی نوعیت کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان ایک سو سو برس کا مالک ہو جن میں سے پانچ سو برس جس سے ہم واقف ہیں موت سے ختم ہو جاتی ہوں لیکن باقی بچاؤ سے جس میں باقی رہتی ہوں۔

اندر لیونا: تم کہتے نہیں اور ہوشیار رہو بیٹیا!

لوپاخن: (طمنز سے) واقعی۔۔۔ اس میں کیا شک ہے؟

ترقی یافتہ موف: نسل انسانی ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رہی ہے۔ اور اپنی صلاحیتوں کی تکمیل کی کوشش کرتی رہی ہے اور ایک ایسا دل

آئے گا۔ جب انسان ہر بات سمجھنے لگے گا اور ہر اس چیز کو حاصل کر سکے گا جو آج اس کی پہنچ سے باہر ہے۔ ہاں یہ مفروضہ ہے کہ اس نظام تک پہنچنے کے لئے ہمیں دل و جان سے کام کرنا ہوگا اور ان لوگوں کی مدد کرنی ہوگی جنہوں نے اپنی زندگی سچائی کی تلاش کے لئے وقف کر دی ہے۔ ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جنہوں نے اصل معنوں میں کام کرنا شروع کیا ہو۔ نام نہاد تعلیم یافتہ طبقے کے لوگ۔۔۔ جہاں تک میں جانتا ہوں۔ کوئی کام نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں کام کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ ان کے سامنے کوئی اعلیٰ مقصد ہیں۔ وہ اپنے کو تعمیر یافتہ ضرور کہتے ہیں، لیکن وہ اپنے لوگوں سے نفرت سے بات کرتے ہیں۔ کسانوں سے جا فروشوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ اداکار وہ کبھی کبھار پڑھتے بھی ہیں تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکھتا۔ وہ کبھی کوئی سنجیدہ کتاب نہیں پڑھتے۔ مختصر یہ کہ وہ کچھ نہیں کرتے۔ جہاں تک سائنس کا سوال ہے تو وہ صرف اس کے بارے میں بات کرتے ہیں اور ادیب اور فنون لطیفہ کے بارے میں ان کی تائید اور بھی نرا وہ واجب ہے۔ دیکھیں میں وہ سب بڑے سنجیدہ اور گہرے معلوم ہوتے ہیں۔ ہر وقت وہ کہتے ہیں کہ ہم مسئلے پر غور کرتے ہوئے یا فلسفہ چھانٹتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے ملام کا کیا حال ہے۔ مفروضوں کو وہ کچھ

کہا ہے کہ مگر بعض مرتبہ قریب یا چالیس آدمیوں کو ایک کمرے میں سونا پڑتا ہے اور پھر اس پر کفیل ایسٹن اور دیگر۔ نتیجے کے طور پر ہر طرف بیکاری کا دور دورہ ہے۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ حسین و دلفریب باتوں کا مقصد دوسروں کو اور خود اپنے کو دھوکا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اگر آپ کا خیال ہے کہ میں مبالغہ سے کام لے رہا ہوں تو یہ بتائیے کہ وہ سب بالکل گمراہ کتب خانہ دار و املا لئے کہاں ہیں جن کے بارے میں ہم ہر وقت باتیں کرتے رہتے ہیں، صرف ہمارے ناول ان سے بھرے پڑے ہیں، لیکن حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ حقیقت پر نظر کیجئے تو آپ کو صرف گندگی، درندگی اور فرسودہ ایشیائی روایات ملیں گی۔ مجھے تو ان سنجیدہ مژنی چھائے ہوئے جہروں سے وحشت ہونے لگی ہے میں انہیں بالکل برداشت نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مجھے سنجیدہ گفتگو سے بھی وحشت ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم لوگ خاموش رہا کریں۔

لوپاخن: دوستو! آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں ہر روز صبح ساڑھے چار بجے اٹھتا ہوں اور رات تک کام کرتا رہتا ہوں۔ میرے ہاتھیں ہمیشہ کافی پیسہ رہتا ہے۔ اپنا بھی — اور دوسروں کا بھی۔ اور مجھے اپنے گرد پیش کے لوگوں کو مہلتے اور کہنے کے کافی سوتے

لئے رہتے ہیں۔ آپ کوئی بھی کام شروع کریں اس بات کا حس بہت جلد ہو جاتا ہے کہ یہاں معقول اوسا یا غدار لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ بعض دفعہ جب میری نیند اذباتی ہے تو میں سوجنا شروع کر دیتا ہوں کہ خدا نے میں اتنے بڑے بڑے جنگل اور پہاڑ و غریب کھیت دیئے ہیں۔ امکانات کی ایک دنیا۔ اور میں بدست نیا آسمان جس کے کنارے ہماری دھرتی سے مل گئے ہیں۔ ہم لوگوں کو قریب کی طرح طاقت دے دینا چاہیے تھا۔ ایسے ملک میں رہتے ہوئے بھی اگر.....

اندر لوٹنا: اس میں زندگی میں جنوں کی کیا ضرورت ہے! انہیں تو بس ہریوں کی کہانیوں تک ہی محدود رہنے دو۔ اس زندگی میں تو ایسے لوگوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

زیانی: جوفن شیخ کے پچھلے حصے سے گٹا رہجنا ہوا گزرتا ہے (اندر لوٹنا: اچھا سوچتے ہوئے) اور یہ ہیں ہمارے بالی ہوڈوٹ۔
آفس: (سوچتے ہوئے) اور یہ ہیں ہمارے بالی ہوڈوٹ۔
گائیڈ: خاتین و حضرات سوچ غروب ہو چکا ہے۔
تروفی موت: ہاں۔

گائیڈ: (نرم آواز میں جیسے کوئی نغمہ پڑھ رہا ہو) اے حسین نصرت! تو کہ ایک انزلی روشن سے جنگ لگا رہی ہے، لیکن قواہن کی قسمت کی طرف سے کس قدر بے نیاز ہے۔ تو جسے ہم مان کہتے ہیں، تو

جس میں زندگی اور موت کے واسطے ہیں۔ تو زندہ ہی ہے اور تخریب کی طرف نہیں جی۔

واریا: (تنبیہی انداز میں) پیارے اموں!

آئیا: دیکھئے اموں جان: آپ نے پھر وہی باتیں شروع کر دیں۔

ترونی صوف: میرے خیال میں آپ لال ہری گیندری دھونڈنے کا کیل پھر شروع کر دیجئے۔

گادیو: میں اب خاموش رہوں گا۔ میں اب خاموش رہوں گا۔

(اب سب لوگ کسی گہری سوچ میں گم ہیں۔ صرف فرس کے آہستہ

آہستہ بدبانے کی آواز اس خاموشی کو توڑ رہی ہے۔ یکایک

دور سے ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے جیسے یہ آواز

آسمان سے آئی ہو۔ ایسا معلوم ہے ہے کہ یہ یکایک کسی تندر کے

ٹوٹ جانے کی آواز ہے۔ آج آہستہ آہستہ ایک الم انگیز انداز میں لہذا

میں گم ہو جاتی ہے)

اندریونا: یہ کیسی آواز تھی؟

لوپاشن: کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ کہیں بہت دور کسی کان میں شاید یہ بھی لگا کوئی

تار ٹوٹا ہے۔ لیکن کہیں بہت دور۔

گادیو: یا شاید کوئی پرندہ ہو۔ شاید کوئی بگلا ہو۔

ترونی صوف: یا کوئی آواز۔

اندریونا: (کانپتے ہوئے) جی پریشاں کن آواز تھی۔

فرس: مصیبت نازل ہونے سے پہلے ہی یہی ہوا تھا۔ اسی طرح آواز

بولتا تھا اور سارا میں چلنے کا پانی گنگنا تا رہا تھا۔

گادیو: کون سی مصیبت۔

فرس: جب ہمیں آزادی ملی تھی۔ (وقف)

اندریونا: چلو عزیزو اور دوستو! اب گھر چلتے ہیں۔ اندر چلا جاتا رہا ہے۔

(آئیا سے) کیا بات ہے میری پیاری بچی۔ تمہاری آنکھوں میں

آشوکیں ہیں؟ (اس کو گھسے لگاتی ہے)

آئیا: کوئی بات نہیں، اماں! آپ پریشاں نہ ہوں۔

ترونی صوف: کوئی ادھر آ رہا ہے۔

(ایک آواز گرد داخل ہوتا ہے جس نے ایک بچی پرانی سفید ٹوپی اور

لہا کوٹ پہن رکھا ہے اور جگہ لفظ میں مت معلوم ہوتا ہے)

آواز گرد و صاف گینگنے گا، کیا میں اس طرف سے سیدھا پیش جاسکتا ہوں۔

گادیو: ہاں بس اسی سڑک پر سیدھے آئیشن چلے جاؤ۔

آواز گرد: آپ کا بہت بہت شکریہ جناب (کھانستا ہے) کتنا اچھا حکم ہے۔

(اعظم پر خنسا ہے) میرے بھائی۔ میرے الم نصیب بھائی۔

آؤ۔ اور اپنی ان "دو گانے" کے دامن میں پناہ لو۔ جس کی

آہیں۔ (واریا سے) فوجان طاقتور کیا آپ ایک بھوکے روزی کو

جھونکے دینے کی تکلیف گوارا کریں گی؟

(واریا غور سے چمکتی ہے)

لوپاخن: (غصے سے) واقعی ہرگز تو ایک عہد ہوئی چاہیے۔

اندریو: (پریشانی کے عالم میں) اچھا، سمی لو۔۔۔ یہ لو۔۔۔ (اپنے بڑے
میں ڈھونڈتی ہے)۔۔۔ اس وقت میرے پاس چاندی کا کوئی سکہ
نہیں ہے۔۔۔ خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ ایک سونے کا سکہ

آوارہ گرد: میں تو دل سے آپ کا مشکور گزار ہوں۔ (جاتا ہے)

(سب ہنستے ہیں)

واریا: (ڈوری ہوتی ہے) میں جا رہی ہوں۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔ آہ
پیارے! اما آپ کو معلوم ہے اس وقت گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں
ہے اور آپ نے اسے ایک سونے کا سکہ دے دیا۔

اندریو: مجھ جیسی بے وقوف عورت سے تم اور کیا امید کر سکتی تھیں۔۔۔
خیر کوئی بات نہیں۔ مگر جا کر میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہیں نہیں
دے دوں گی۔۔۔ یہ مولائی اکسی دن تم مجھے کچھ اور دے دیے
فرض دے سکتے ہو؟ امید ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے۔

لوپاخن: جی ہاں ضرور۔

اندریو: چلو اب چلتے ہیں۔ کافی دیر ہو چکی ہے۔ ہاں اس پر یاد آیا واریا کہ
ہم نے تمہاری شادی کی بات تقریباً کیا کر لی ہے۔ میں تمہیں مبارکباد
دیتی ہوں۔

واریا: (جس کی آنکھوں میں آنسو ہیں) یہ تو کوئی علاقہ کی بات نہیں اما۔

لوپاخن: یاد دہلیا تم کسی غناقا میں پہلی جاؤ۔

گا واریا: میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں میں نے ایک مدت سے طبرہ نہیں کیا۔
لوپاخن: "او صلیبا۔۔۔ اسے جل چکی۔ (نئی دھانوں میں مجھے یاد رکھنا)"
اندریو: چلو ہمیں اب جلدی چلنا چاہیے۔۔۔ شام کے کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔
واریا: اس شخص نے مجھے کل ڈرا دیا۔ اب تک میرا دل دھڑک رہا ہے۔
لوپاخن: دوستو! ایک بات سن لیجئے۔۔۔ صرف ایک بات۔۔۔ ۴۴ رات
کو چھری کا باغ نیلام ہونے والا ہے۔ اس سکہ پر غور کیجئے۔
خاک کے لئے اس سکہ پر غور کیجئے۔

(ترونی موف اور انیا کے ملاوہ سب لوگ چلے جاتے ہیں)

آنیا: (خوش ہے) ہمیں اس آوارہ گرد کا مشکور گزارنا چاہیے کہ اس نے
واریا کو سہا دیا۔ اب ہم لوگ تنہا ہیں۔

ترونی موف: واریا ڈرتی ہے۔ اسے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ہم دونوں
بیکار ایک دوسرے سے عشق نہ کرنے لگیں۔ اس لئے وہ ہر جگہ ہمارا
بچھا کرتی ہے۔۔۔ وہ کس قدر تنگ نظر ہے۔ وہ یہ بات بالکل نہیں
سمجھ سکتی کہ ہم لوگ ذاتی عشق سے بالاتر ہیں۔ ہمارا نصب العین تو مکمل
آزادی اور حقیقی خوشی ہے جس کے لئے ہمیں واقعی اور بے حقیقت
بیخیزوں سے طمانی بچانا ہوگا اور اپنے کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھنا
ہوگا۔ چلو ہم اس تاجاک ستارے کی طرف قدم سے قدم جا کر چلیں جو
بہت دیر واقف پر پہنچ رہا ہے۔ ہاں بڑے چلو۔۔۔ راستے کی
کاوشوں سے بہت تھک رہا ہوں۔

آنیبا: (دعا خواہ پڑھائی ہے) تم اپنی بات سنئے حسین اعجاز میں کہتے ہو (وقف)
اس وقت لفظ کشتی خوشگوار ہے۔

ترونی موف: ہاں موم بے مدد خوشگوار ہے۔

آنیبا: تم نے مجھے کتنا دل دیا ہے نیلیا — آخر کیوں اب میں چیری کے بارغ
سے اتنی محبت نہیں کرتی — پہلے مجھے اس سے کتنی محبت تھی
مجھے محسوس ہوتا تھا کہ اس چیری کے بارغ سے بہتر دنیا میں کوئی جگہ نہیں۔

ترونی موف: تمام دلوں ہمارا بارغ ہے۔ دنیا کتنی عظیم اور حسین ہے اور اس میں
کیسے کیسے حسین اور حیرت انگیز مناظر اور مقامات ہیں۔ (وقف)

دوسرا سچ تو آئیلا۔ تمہارے نانا، پرانا نانا سب تعلق دار تھے اور کشتیوں
میں کام کرنے والے اُن کے غلام تھے۔ دوسرا سچوہ زندہ دلوں
کے اداک تھے۔ کیا تمہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس بارغ کے ہر درخت
سے انسانی آنکھیں قہریں تک رہتی ہیں — ہر تھنے اور ہر تپتی سے

— کیا تمہیں کوئی آواز سنائی نہیں دیتی — وہ زندہ دلوں
کے ایک تھنے۔ اور اس حقیقت نے تم سب کی شخصیتوں کو سرخ کر دیا
ہے۔ ان سب کی بھی جواب اس دنیا میں نہیں ہیں اور ان لوگوں کی
بھی جو اس وقت زندہ ہیں — دیکھو تمہاری ماں — امی —

اور خود تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ تم لوگ اس وقت ترشے
پر زندگی گزار رہے ہو اور دوسروں کے دوساں پر غمزدہ ہو۔ ایسے
لوگوں کے دوساں پر نہیں تم باور بھی مناسے سے آگے آنے کی اجازت

حسین دے سکتیں۔ ہم لوگ کم سے کم وقت سے دو سو سال پیچھے ہیں
ہمارا کوئی معقول پس منظر نہیں ہے اور ہم اپنے ماضی کو سمجھنے کے ہمار
ہیں ہم صرف لفظ سمجھاتے رہتے ہیں، اپنی پریشانیوں کا دوا کرتے
رہتے ہیں باہر دوا کا پینے رہتے ہیں — لیکن یہ بات صاف ہے
کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم حال کی حقیقت میں زندہ رہیں تو اس
کے لئے سب سے پہلے ہم اپنے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا
ہوگا اور اسے ہمیشہ کے لئے خدا کا نفاذ کرنا ہوگا، لیکن صرف گھر سے
دور سفر اور ان تک محنت ہی سے ان گناہوں کا کفارہ ادا کیا
جاسکتا ہے — آئیلا تمہیں یہ سب سمجھنا چاہیئے۔

آنیبا: ہم جس گھر میں رہتے ہیں اس پر ایک مدت سے ہمارا کوئی اختیار
نہیں ہے میں اب اس گھر کو چھوڑ دوں گی — میں تم سے وعدہ
کرتی ہوں۔

ترونی موف: ہاں اس گھر کو چھوڑ دو۔ اور اگر تمہارے پاس اس کی چابیاں
ہوں تو انہیں کسی گھر سے کنویں میں ڈال دو۔ تمہیں باو صبا کی طرح
آزاد ہونا چاہیئے۔

آنیبا: (سر مٹھتے ہوئے) تم کتنی غریب دلی سے ہر بات کہتے ہو۔

ترونی موف: آئیلا تمہیں میری بات پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ یہ بہت ضروری
ہے — میری عمر ابھی تیس سال سے کم ہے، میں ابھی جوان ہوں
اور ابھی تک طالب علم ہوں، لیکن میں نے اپنی اس مختصر زندگی میں

حرکت ہے۔

آنبیا: کیا — چلو دریا کی طرف چلیں — وہاں نصف زیادہ خوشگوار ہے۔

(تروفی موف اور آنبیا پہلے جاتے ہیں)

واریا کی آواز: آنب — آنبیا —

(پہلے آتا ہے)

بہت سے درد و غم ہے نہیں۔ سرور و شہرت ہونے میں میں کیا ہوا
کشتی کی دھبے سے بہا رہا ہوں اور طرح طرح کی پریشانیوں
مجھے گھیر رہی ہیں۔ قسمت مجھے کہاں کہاں بھیج کر لے گئی ہے لیکن
اب سب باتوں کے باوجود ہمیشہ وہی اور رات کے ہر لمحے میں میری
ذہن نے حسین خواب دیکھے ہیں اور حیرت انگیز امیدوں کے دہرے
جائے ہیں — مجھے اب بھی مسرت اپنے سامنے نظر آ رہی ہے۔
— وہ دیکھو — میں اسے اپنی طرف آتے دیکھ سکتا ہوں۔

آنبیا: (موف میں فرق ہے) چاند نکل رہا ہے۔

(واریا ہوروں کے گٹھڑے کی آواز آتی ہے۔ وہ ایک ٹکاس ٹھن

بھار رہا ہے جس نے پہلے بھائی تھی۔ چاند نکل آ رہا ہے

سفید سے کے درختوں کی قطار کے قریب واریا آنا کوڑھنڈ رہی

ہے۔ وہ بچکا رہ رہی ہے۔ "آنا تم کہاں ہو؟")

تروفی موف: ہاں چاند نکل رہا ہے۔ (وقف) دیکھو مسرت وہ ہے۔ وہ ہر

لمحے ہم سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے اس کے قدموں کی

آہستہ آہستہ تانی دے رہی ہے — اور اگر ہم اسے نہیں دیکھ

سکیں اور یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ وہ کب ہماری دنیا پر چھا جائے گی۔

تروفی کیا ہوا ہے اور لوگ تو اس سے ہلکا رہیں گے۔

واریا کی آواز: آنا تم کہاں ہو؟

تروفی موف: افرہ یہ واریا پھر آگئی (غصے سے) کس قدر قابلِ عزت

جاتے ہیں۔

فیرس داخل ہوتا ہے۔ اس نے ایک ٹیل کوٹ پہن رکھا ہے۔ وہ ایک کشتی پر سوار ہے کی بوتلیں رکھے ہوئے ڈرائنگ روم سے گزرتا ہے۔ — پیشک اور ترونی صرف دوبارہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہیں (

پیشک: مجھے ہانی بلڈ پریشر کی شکایت رہتی ہے اور تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ دوبارہ نالی کے حملے بھی ہو چکے ہیں۔ اس لئے میرے لئے ناچنا کافی مشکل ہے، لیکن اگر کتوں کے غول کے ساتھ چلنا پڑے تو دم توڑنا ہی پڑتا ہے۔ اگر آپ بھونک سکیں تو دوسری بات ہے۔ ویسے تو میں ایک گھوڑے کی طرح مضبوط ہوں۔ والد مرحوم کو خدا انھیں جنت نصیب کرے۔ — ہانی بہت پسند تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس قدیم خاندان کا جدِ اعلیٰ اصل میں وہ گھوڑا تھا جس پر میٹرک۔ کالی گلاہ دریا میں داخل ہوا تھا۔ (ہیٹھ جاتا ہے) لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم لوگوں کے پاس روپیہ بالکل نہیں ہے اور ایک بھوکا کتا اس کاٹھے ہی کی فکر کر سکتا ہے۔ (سو جاتا ہے اور ترونی بیٹا شروع کر دیتا ہے لیکن پھر فوڈ ہی جاگ جاتا ہے) میں یہ سمجھ لیجئے کہ بالکل میری طرح۔ سوائے دوپہ کے میں اور کوئی بات نہیں سوچ سکتا۔

ترونی موف: اس میں شک نہیں۔ — توہاری ساخت میں کچھ گھوڑے

تیسرا ایکٹ

(داناو سکا یا کے گھر کا ڈرائنگ روم اس سے بڑا تھا ایک بال روم ہے دونوں کے درمیان ایک محراب ہے۔ بیہودوں کا وہ جینڈس کا گھر دوسرے ایکٹ میں آیا تھا۔ ہال میں گرینڈاؤنڈ ناچ کی آوازیں بجا رہی ہیں۔ ہال روم میں لوگ ٹرانس کر رہے ہیں۔ خام کا وقت ہے۔ فائوسولی میں شمعیں روشن ہیں۔ سمینوف پیشک کی آواز آتی ہے۔

PROMENADE A UNE PATRE اور اس کے ساتھ ہیں وہ سب لوگ اچھتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آتے ہیں۔ سب بھاگے سمینوف پیشک اور شارلٹا کا جوڑا ہے۔ اس کے بعد اندر یونا اور ترونی موف۔ آئیٹا پوسٹ آفس کے ایک کمرے کے ساتھ آتی ہے اور داریا ایشیشین اس کے ساتھ ہے اور اسی طرح باقی جوڑے بھی آتے ہیں۔ داریا خاموشی سے رو رہی ہے اور نہ چھتے ہوئے آنسو بہتی جاتی ہے۔ دنیا کا آخری جوڑے میں ہے۔ ڈاؤننگ روم کا ایک چکر لگاتے ہیں۔ پیشک بلند آواز میں کہتا ہے۔

GRAND ROND BLAZEZ! — اور اس کے بعد LES CAVALIERS A GENOUX ET REMERCEZ VOS DANCES اس کے بعد سب جوڑے اچھتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر پڑے

کے قریبی بھتیجے ہے۔

پشاک : بھر حال گھوڑا بڑا اتھا جانور ہے۔ تو ایک گھوڑے کو بھی کہتے ہو۔
(برابر کے کرے سے کسی کے بغیر ڈکیلنے کی آواز آرہی ہے دلیا
بال روم کے دھانڈے کے قریب نظر آتی ہے)

ترونی موف : (اُسے چراتے ہوئے) بیگم روپا خن — بیگم روپا خن
واریا : (خسے سے) دیکھ گئے ہو کئے آدمی۔

ترونی موف : ہاں میں دیکھ لگا ہوا آدمی ہیں اور مجھے اس پر ناز ہے۔
واریا : (پریشانی کے انداز میں) ہم نے اس بینڈ کو کرائے پر لیا تو کیا ہے
لیکن سوال یہ ہے کہ اس رقم کی ادائیگی کیسے ہوگی۔

ترونی موف : وہ تمام قوت جو تم نے سود کی ادائیگی کے لئے روپیہ جمع کرنے
میں صرف کی ہے اگر وہی منت کسی اور کام کے لئے استعمال ہوتی
تو شاید تم ایک تمام دنیا کو بدل چکے ہوتے۔

پشاک : نطفے نے، جو دنیا کا سب سے عظیم اور مشہور فلسفی ہے اور جہزنی طور
پر عظیم ترین انسان ہے — ایک جگہ کہا ہے کہ جلی دیکھ لوٹ
بنا دیا جائے۔

ترونی موف : اچھا تو تم نے نطفے کا مطالعہ کیا ہے۔

پشاک : نہیں میں نے خود تو اس کی کتابیں نہیں پڑھیں۔ دانشکانے مجھے
بتایا تھا، لیکن اس وقت میں اس قدر عصبیت میں پھنسا ہوا ہوں کہ
جلی لوٹ بنانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا برسوں تک مجھے

تین سو بیس روپے ادا کرنے ہیں، جن میں سے ایک سو بیس تو
میں قرض لے چکا ہوں — (اپنی جیب ٹٹولتا ہے) ارے جیب
میں تو وہ نہیں ہے۔ ہائے وہ روپیہ کھو گیا۔ (آنسو بھر کر اسے
وہ روپیہ کہاں ہے (خوشی بھرے لہجے میں) ارے وہ تو یہاں ہے
استری کی تہ میں — افرو غرت سے مجھے پھینا گیا۔

(اندریونا اور شارلوتا داخل ہوتی ہیں۔ اندریونا آہستہ آہستہ تلخ کی
ایک دھمی ٹنگتا رہی ہے)

(اندریونا : بیڈ ٹاپ تک کیوں نہیں آئے آخر وہ شہر میں کیا کر رہے ہیں؟
(دو دنیا شاہ سے) دو دنیا شاہ بیڈ بجانے والوں کو پائے پیش کر دو۔

ترونی موف : میرا خیال ہے کہ آج نیلام نہیں ہوا۔

(اندریونا : بیڈ غلط وقت پر بیٹھا — او پارٹی غلط وقت پر شروع ہوئی۔
خیر کوئی بات نہیں۔ (بیڈ کرا آہستہ آہستہ ٹنگتا رہی ہے)

(شارلوتا : پشاک کو ایک تاش کی گڈی (تی ہے) نوپے تاش کی گڈی ہے
اب تم اپنے دل میں ایک کاٹھ سوچ لو۔

پشاک : میں نے سوچ لیا۔

(شارلوتا : اب پتوں کو ابھی طرح پھینٹ لو۔ بس ٹھیک ہے لاٹاب یہ مجھے

دے دو — پتو منتر — پتو منتر — میرے عزیز اور محترم

پشاک : اچھا اب اپنا کاٹھ دیکھو — وہ اس وقت تمہارے کٹھ

کی جیب میں ہے۔

پیشک: رکوت کی جیب سے (دروازہ پر) — ہاں
ٹھیک۔ (حیرت سے) واقعی کمال ہے۔

شارلوٹا: (اپنے ہاتھ پر تاشوں کی گڈی رکھ کر ترونی موف سے) اچھا اب جلدی سے بناؤ کہ سب سے اوپر کون سا کاٹو ہے؛
ترونی موف: ہیں — اچھا میں سمجھ لو کہ حکم کی بیگم ہے۔
شارلوٹا: لوہہ رہی — (اچھا دوسرا ہاتھ گڈی پر مانتی ہے، گڈی مانتا ہوا جاتی ہے) آج موسم کتنا شہا ہے۔

(ایک عورت کی آواز آتی ہے جو معلوم ہوتا ہے زمین کے نیچے سے ہول رہی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے: واقعی محترمہ موسم بے حد خوشگوار ہے)
شارلوٹا: (اس آواز کو غلط کرتے ہوئے) تم کتنی بھی اوسن موبی ہو۔
آواز: "مجھے بھی آپ بہت پسند رہی محترمہ"

ٹیشن اسٹر: (تالی بجاتے ہوئے) محترمہ — بہترین — بہت خوب۔
پیشک: (حیرت سے) واقعی کمال ہے۔ شارلوٹا انا لوٹا۔ تم واقعی دلنشا ہورجے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں تم سے عشق کرنے لگا ہوں۔

شارلوٹا: (خائفے ہلاک) تمہیں معلوم بھی ہے کہ عشق کس چیز کا نام ہے؟
الایا ایٹھا! اساتی اور کاسا ونا دواہا
کہ عشق آسمان نوا اول دے انا دشکل
ترونی موف: (پیشک کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے) واہ سے میرے

گھوڑے۔

شارلوٹا: خواتین و حضرات۔ تو جو فرمائیے، بس ایک تماشہ اور ہے۔ (دکری پر سے ایک چھڑا سا قالین اٹھاتی ہے) یہ بڑا اچھا قالین کاٹو ہے۔
(اس کو ہلاتی ہے) کوئی خریدنا چاہتا ہے؟

پیشک: (حیرت سے) واقعی کمال ہے!
شارلوٹا: چھوٹر — چھوٹر — قالین ہٹاتی ہے۔ اس کے نیچے سے آگیا برآمد ہوتی ہے۔ آگیا کو فرش بھلاتی ہے اور پھر دوڑ کر اپنی ماں کے گھنے سے لپٹ جاتی ہے اور پھر مال روٹ کی طرف بھاگ جاتی ہے۔
ہر شخص بہت خوش نظر آ رہا ہے)

اندریوٹا: زندہ باد — زندہ باد۔
شارلوٹا: بس ایک اور۔ چھوٹر — چھوٹر (قالین اٹھاتی ہے۔ اس کے نیچے سے وار یا کھڑی ہے جو تھک کر سلام کرتی ہے)

پیشک: (حیرت سے) واقعی کمال ہے!
شارلوٹا: بس تماشہ ختم — (قالین پیشک کی طرف پھینکتی ہے بھٹک کر سب کو سلام کرتی ہے اور بال روٹ کی طرف بھاگ جاتی ہے)

پیشک: (اس کے نیچے دوڑتے ہوئے) شیطان کہیں کی — مدد ہے —
کیا آپ نے کہیں کوئی ایسی بات دیکھی — اچھا ہے۔ (راہروا ہے)
اندریوٹا: اب تک یوڈ کا پتہ نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اب تک شہر میں کیا کر رہے ہیں۔ اس وقت تو ہر حال کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو چکا

ہوگا۔ یا تو جاگیر پسند کرے۔ یا پھر سلام ہی نہیں دیا ہوگا۔ آخر
 اتنی دیر تک ہم لوگوں کو اس مجلس میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟
 واریا: (اسے تسلی دیتے ہوئے) مجھے یقین ہے کہ اس میں جانے والے
 ہمارے پیارے ماہوں جان ہی نے جاگیر کو خرید لیا ہوگا۔
 ترونی موف: (طفر سے) اس میں کیا شک ہے۔

واریا: کاوش نانی نے انھیں ان کے نام پر جائیداد خریدنے اور یہی ان
 کی طرف منتقل کرنے کے اختیارات دے دیئے ہیں۔ انھوں نے دنیا
 کی خاطر یہ قدم اٹھایا۔ خدا انھیں اس کا اجر دے۔ مجھے یقین
 ہے کہ ماہوں جان ہی اس جائیداد کو خرید سکیں گے۔

اندلیو نانا: کاوش نانی نے جائیداد خریدنے کے لئے صرف چند ہزار روپیہ
 بھیجے ہیں۔ کیونکہ انھیں ہم پر اعتبار نہیں ہے۔ لیکن اس
 روپے سے تو قرضے کا سود بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اپنے ہاتھوں سے
 پھر پھانسی لیتی ہے۔ آج میری قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے
 میری قسمت۔

ترونی موف: (دباؤ کو چڑھاتے ہوئے) بیچھڑو ہاخن۔

واریا: (خفتے ہیں) دائمی طالب علم۔ ہر ایک جانتا ہے کہ تمہیں دوبار
 پر خوردگی سے نکالا جائیگا ہے۔

اندلیو نانا: اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے واریا۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ سب
 لوگ تمہیں ہواخن کے سلسلے میں چڑھاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس میں

ہر حال کیا ہے اگر وہ انہیں پسند ہے تو تم اس سے شادی کیوں نہیں کرتے؟
 — مکان کی جگہ تم کا اچھا چارہ آئی ہے۔ ویسے اگر تہا دل نہیں
 چاہتا تو نہ کرو۔ کوئی تمہیں مجبور نہیں کر رہا ہے پیاری بیٹی۔

واریا: پیاری ماما میں اس معاملے میں بہت تنجیدہ ہوں۔ اور میں کوئی
 بات آپ سے چھپانا نہیں چاہتی۔ ہاں وہ اچھے آدمی ہیں اور
 میں انہیں پسند کرتی ہوں۔

اندلیو نانا: تو پھر تم اس سے شادی کرو۔ آخر تمہیں کس بات کا اختلاف ہے
 میں تمہیں بالکل نہیں سمجھ سکتی۔

واریا: ماما پیاری میں خود تو انھیں شادی کا پیغام نہیں دے سکتی۔ آپ
 ہی بتائیے میں یہ کیسے کر سکتی ہوں۔ دو سال پہلے یہ سلسلہ شروع
 ہوا تھا اور اب تک لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ
 یا تو مجھے کہہ بات ہی نہیں کرتے، یا پھر مذاق اڑانے کے انداز میں
 دھڑکھڑکاتے باتیں کرتے گتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے یہ سب کیوں
 ہے۔ وہ ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ
 دودھ بھرنے والے، کھانا پکانے والے، اور ان کے پاس میرے لئے
 کوئی وقت نہیں ہے۔ اگر میرے پاس کچھ روپیہ ہوتا —
 بس ایک سو روپیہ — تو میں یہ سب چھوڑ چھاڑ کر کہیں چلی جاتی۔
 — اچھا متنی دودھ جاسکتی اتنا ہی اچھا ہوتا — میں کس غافلت
 میں چلی جاتی۔

ترونی موف: وہ کہتی تھیں زندگی ہوتی۔

فاریا: ادا ہی کہو۔ کیونکہ تم طالب علم ہو اور تمہارے لئے ہر وقت اپنی ذہانت کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ (نرم لہجے میں) اللہ والی آواز میں) واقعی یہ سچا قسم کتنے سحر آدرم ڈو گئے تھے ہو۔ (اندیشہ سے) اب اس کی آواز نکلا کر لی ہے، جس پر ہرگز نہیں برداشت نہیں کر سکتی پیاری اماں وہ ہے بیکاری۔ میں تو سب یہ چاہتی ہوں کہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتی رہوں۔

(پاشا داخل ہوتا ہے)

پاشا: (خوشی سے اپنی ہنسی روکتے ہوئے) یا پی ہر وقت نے بیڑو کی ایک پھڑی توڑ دی۔ (باہر جاتا ہے)

فاریا: لیکن یا پی ہر وقت آخر یہاں کیا کر رہا ہے اور اسے بیڑو کیلئے کی اجازت کس نے دی۔ میری بھین ان لوگوں کی باتیں بالکل نہیں آتیں۔ (باہر جاتی ہے)

اندیشہ: دیکھو یہ تیار اُسے ستا یا نہ کرو۔ تم دیکھتے نہیں وہ عمو کو کتنی پریشان ہے۔ ترونی موف: پریشان تو وہ اس لئے بھی ہے کہ اسے خواہ مخواہ ہر چیز میں ٹانگ اڑانے اور دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ تمام گرمی وہ ہم لوگوں کے بچے گی دی۔ میرے ادا کیا کے اسے ڈر تھا کہ کہیں ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگیں۔ لیکن اس بات سے اس کا کیا واسطہ۔

اور پھر میری تو کسی بات سے اس کا اظہار نہیں ہوتا میں اس قسم کی پھڑی باتوں سے بہت آگے جا چکا ہوں۔ ہم دونوں بہت سے بلند تھیں۔

اندیشہ: ادا میں شاید اب اس کی اہلی نہیں رہی۔ (محنت پریشانی کے عالم میں) آخر میں ٹاٹا بنگ کیوں نہیں آئے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی۔ میں کچھ سوچ بھی نہیں سکتی۔ (دماغ بالکل سفل ہو گیا ہے) مجھے لگ رہا ہے کہ میں ابھی پنج بندوں کی ایا کوئی اور ترونی کی حرکت کر بیٹھوں گی۔ یہ تیرا خدا کے لئے میری مدد کرو۔ کچھ بات کرو۔ کچھ تو کہو۔

ترونی موف: آہ اس جاگیر کا نیام ہو، یا نہ ہو، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حقیقت میں تو وہ بہت پہلے ہی تم ہو چکی ہے اور آپ اب تو فکر واپس نہیں جاسکتیں، کیونکہ سب کچھ جوائے جا چکے ہیں۔ اب آپ کو یہ سب سکون سے برداشت کرنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو دھوکا دینے کی ضرورت نہیں۔ کم سے کم اس وقت تو آپ کو بہادری سے حقیقت کا سامنا کرنا چاہیئے۔

اندیشہ: کوئی حقیقت۔ تم شاید سب کچھ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میں تو (خوشی سے) یہاں تک کہ میں ہوں۔ مجھے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم قرب اندازی کی مدد سے اپنے سب سہاکی کامل پا چکے ہو لیکن میرے لڑکے یہ بتاؤ کہ کیا یہ سب اس لئے نہیں کہ تم ابھی لوجوان ہو، کیونکہ تم

نے ابھی ان مسائل کا سامنا نہیں کیا۔ اتنی مصیبتیں نہیں آٹھائیں۔
 تم سر اٹھا کر بہاؤ دی سے اپنے سامنے دیکھتے ہو، لیکن کیا یہ صرف اس
 لئے نہیں کہ تمہاری فوج تمہارے ابھی زندگی کے تلخ حقائق پر روشنی
 ہیں۔ اور اس لئے تم سر پر ہنڈلا رہی ہوئی خونخوار مصیبتوں کا تقصیر بھی
 نہیں کر سکتے۔ اور اس کے خیال سے پریشان ہو سکتے ہو۔ یہ بھی
 ٹھیک ہے کہ تم فطری طور پر بھی ہم لوگوں سے زیادہ سنجیدہ یا اخلاقی
 اور بہت ہو، لیکن ذرا ہم لوگوں کے حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔
 اور ہمدردی اور دھم دلی سے کام لو اور مجھے مجبور سمجھو۔ تمہیں
 معلوم ہے میں اسی مکان میں پیدا ہوئی تھی اور میرے باپ غلامی
 ساری زندگی یہیں گزار دی اور میرے دادا نے بھی۔ مجھے اس
 مکان سے عشق ہے اور اس جیڑی کے باغ کے بغیر تو میں زندگی کا
 تصور ہی نہیں کر سکتی۔ اور اگر اسے پہچانا اتنا ہی ضروری ہے تو
 پھر مجھے بھی اسی کے ساتھ جی ڈو۔ (تمہاری طرف لوگے لگاتی ہے)
 اور اس کی پیشانی کو بچھا لگتی ہے) تمہیں معلوم ہے میرا بیٹا یہیں
 ڈوب کر مر چکا تھا۔ (دلتی ہے) مجھ پر دم کرو میرے بچے کے دوست!
 ترونی موف: آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے۔
 اندریوٹا: تو جس کا اظہار کسی اور طرح کرو۔ (بٹوے میں سے دھال نکالتی
 ہے۔ ایک نار کا لافا ڈبٹوے میں سے نکل کر گر پڑتا ہے) تم اندازہ نہیں
 لگا سکتے اس وقت میرے ذہن پر کتنا بھاری بوجھ ہے۔ یہاں

کس قدر خداوند پر ہنگامہ ہے۔ ہر آواز پر میری دھڑکن کا پ
 جاتی ہے۔ میں سر سے پاؤں تک کانپ رہی ہوں، لیکن اپنے کمرے
 میں جانے کی میری ہمت نہیں۔ وہاں تنہائی اور خاموشی کا نئے
 کو دوڑتی ہے۔ مجھے الزام نہ دو بیٹی! میں نہیں اپنے
 بچوں کی طرح چاہتی ہوں۔ میں جیڑی غرضی سے آگیا کو تر سے
 خادمی کرنے کی اجازت دے دوں گی۔ بخدا مجھے کوئی حق نہیں
 نہ ہوگا، لیکن میرے بچے کے لڑکے تمہیں زیادہ محبت کرتی چاہیے۔
 اور اپنی تعلیم مکمل کر لینی چاہیے۔ تم معلوم نہیں کیا کرتے دہتے ہو قسمت
 تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ دھکے دیتی رہتی ہے۔ کس قدر
 عجیب بات ہے۔ میں ٹھیک کہتی ہوں۔ اور اب تمہیں اپنی
 دماغی کے سلسلے میں کچھ کرنا چاہیے۔ اس کے آگے نکل کر
 فریب کرو۔

ترونی موف: (نار کا لافا ڈالتا ہے) میں چھپا نہیں جتنا چاہتا۔
 اندریوٹا: یہ تو میری سے آیا ہے۔ وہاں سے میرے پاس ہر روز ایک نار
 آتا ہے۔ ایک کل آیا تھا اور ایک آج آیا ہے۔ وہ وحشی انسان
 اب پھر بیمار ہے۔ اس کے حالات بہت خراب ہیں۔ اس نے مجھ سے
 معافی مانگی ہے اور میری واپس آنے کی اتھاکی ہے۔ اور خود
 میرا بھی خیال ہے کہ اب مجھے ہر اس واپس چلا جانا چاہیے اور کچھ
 عرصے اس کے پاس رہنا چاہیے۔ میری طرف اتنی سختی سے کیوں

دیکھ رہے ہو۔ اب میں کیا کر سکتی ہوں۔ میرے پیارے
لوگ تم ہی جاؤ میں کیا کروں۔ وہ بیدار ہے۔ تمہارے۔
اور تم زندہ ہے۔ وہاں اس کا کون ہے جس کی دیکھ بھال کرے۔
اسے طرح طرح کی سماعتوں سے بچائے۔ ادا سے وقت پر
دوا دے۔ اور وہاں میں اسے پا جاتی ہوں۔ اس بات کو
بھیانے سے ناناہ: یہ ٹھیک ہے کہ میرے گھر میں بندے ہوئے
اک بھڑکے اندر ہے جو اپنے ساتھ مجھے بھی لے کر ڈوب رہا ہے۔
لیکن پھر بھی مجھے اس سے عشق ہے اور میں اس کے بغیر زندہ نہیں
رہ سکتی۔ (ترونی موف کا ہاتھ دباتی ہے) بیٹیا دیکھو مجھے الہام زندہ
ہے۔ میں مجبور ہوں۔ اور وہاں کس سے اس بات کا ذکر کرنا۔
ترونی موف: (شدید جذبات کے ساتھ) دیکھئے بڑا زمانہ گئے گا، لیکن میں یہ کہے
بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ شخص آپ کو قوت دے گا۔
اندلیوٹنا: (کاٹوں پر ہاتھ رکھتی ہے) نہیں نہیں اس قسم کی باتیں نہ کرو۔
میں یہ سب سننا نہیں چاہتی۔
ترونی موف: وہ ایک کہنی طبیعت کا آدمی ہے۔ آپ کے سوا ہر شخص یہ بات
اچھی طرح جانتا ہے وہ بالکل نکتہ، انصاف اور کیدہ شخص ہے۔
اندلیوٹنا: (غصے پر قابو پاتے ہوئے) چوبیس ستائیس سال کی عمر ہو گئی لیکن
تم خود اسکول کے لڑکوں سے کس بات میں بہتر ہو۔
ترونی موف: خیر میری بات چھوڑ دیجئے۔

اندلیوٹنا: تم ایک بھڑکے آدمی کی طرح کیوں نہیں سوچتے۔ کم سے کم اس طرح
تو میں ان لوگوں کو کھینے کی کوشش کرتی چاہیے جو محبت کے ہتھیار
بھڑکے ہیں۔ کاش کہ تم میں خود بھی کسی سے عشق کرنے کی صلاحیت
ہوتی۔ (غصے سے) اور تم خود ہی کون سے پاک دیکھ رہے ہو۔
تم صرف مصروفیت اور پاکیزگی کا ڈھنگ دہاتے رہتے ہو، میرے
خیال میں تو تم ایک غیر فطری قسم کے بھگی انسان ہو۔

ترونی موف: (خفگی سے) کیا مطلب ہے آپ کا۔
اندلیوٹنا: "میں محبت سے بلند تر ہوں" تم بالکل محبت سے بلند تر نہیں ہو۔
فیرس کے الفاظ میں تم ایک نکتہ انسان ہو۔ اس سے زیادہ جنگی
بات کیا ہو سکتی ہے کہ اس عمر کے آدمی کی کوئی معشوقہ نہ ہو۔

ترونی موف: (گھبراہٹ سے) آخر آپ کا مطلب کیا ہے؟ خدا کے لئے شپ
رہیے۔ (دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بال دم کی طرف جاتا ہے)۔
آف خدا میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا میں جانتا ہوں کہ ہر جانتا ہے
لیکن پھر فردا ہی واپس آجائے) آج سے پہلے اور آپ کا تعلق ختم
ہوا۔ (دروازے سے بال دم میں جاتا ہے)

اندلیوٹنا: بیٹیا، ٹھہرو۔ ارے بھی کہاں چل رہی، عجیب انسان ہو۔
میں تو صرف شاق کر رہی تھی۔

(بال سے کسی کے تیزی سے اوپر چڑھنے کی اور پھر ایک دھماکے
ساتھ گرنے کی آواز آتی ہے۔ آئینا ادا داری کی جھینٹ سنائی دیتی ہے)

لیکن جلد ہی وہ چھتھوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

اندر یونا: اسے یہ کیا ہوا؟

(آئیا دوڑتی ہوئی امداد آتی ہے)

آئیا: (بہتے ہوئے) بچتیا گر پڑا۔ (باہر ہلکا جاتی ہے)

اندر یونا: عجیب و غریب انسان ہے۔

بال روم کے وسط میں کوشے ہوکر اسٹیشن اسٹراکس دی تالائی کی ٹکس ہوئی لقمہ گناہگار بلند آواز سے بڑھنا شروع کردیتا ہے۔ باقی سب لوگ اُسے سنتے ہیں۔ لیکن اس نے ابھی چند شعر ہی پڑھے ہیں کہ برابر کے کمرے سے ناچ کی دھم دھن (WALTZ) سنائی دیتی ہے اور بلند۔ بلند ہوجاتی ہے سب لوگ ناچنا شروع کردیتے ہیں۔ بال روم کی طرف سے ترونی سوف اور یا اوتا نیا داخل ہوتے ہیں۔

اندر یونا: آؤ بچتیا۔ پیارے (کے) میں تم سے سانی لگتی ہوں۔ آؤ ہم دونوں ساتھ ڈانس کریں۔

(دونوں ساتھ ناچنا شروع کردیتے ہیں۔ دایا امداد آئی ایک دوسرے کے ساتھ ناچتی ہیں)

(فرس اور یا شاہ داخل ہوتے ہیں۔ فرس اپنی چٹری دھانے کے قریب دگلتا ہے۔ یا شاہ ڈانگ روم میں کمرے ہوئے ناچتے ہوئے لوگوں کو دیکھتا ہے۔)

یاشا: کیوں کیا حال ہے بڑے میاں؟

فرس: آج میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ ایک زمانے میں یہاں ناچ کی پارٹیوں میں بڑے بڑے اسٹراکس اور دھنیں لوگ آکر کرتے تھے۔ لیکن اب ہم ان پارٹیوں میں پرسٹ آفس کے کونکڑا اسٹیشن ماسٹروں کو کھاتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی بڑے ناچ غزے کے جھڑتے ہیں۔ میری قوت روز بروز عجب دینی جا رہی ہے۔ میرے پڑائے آقا یعنی ہماری بیگم صاحبہ کے دادا ہر ایک کو پاؤں چھڑکا ہوا تھر دگنے کا موسم دھاکے طور پر دیا کرتے تھے۔ خواہ بیماری کچھ بھی ہو۔ بچھے میں یا شاہ کیسپی سال سے میں ہر روز اس کی ایک دھانگ کھاتا ہوں۔ اوشاہ یہ اسے نہیں اس ابھی تک زندہ ہی ہیں۔

یاشا: افوہ کس قدر آگت دینے والی (ابھی کرتے ہو۔ بڑے میاں) (جھاتی بیٹا ہے) میرے خیال میں تو اب تمہیں جلد ہی کہیں جا کر مرنے کی تیاری کرنی چاہیے۔

فرس: کس قدر تمکا جھوکا ہے۔

(ترونی سوف اور اندر یونا جہاں روم میں ناچ رہے ہیں۔ ناچتے ہوئے ڈانگ روم کی طرف آتے ہیں)

اندر یونا: مشکریہ۔ اب میں نما بیٹھنا چاہتی ہوں۔ (بیشی ہے) بہت تک لگتی ہوں۔

(اچھا داخل ہوتا ہے)

آئیا: (گھبرائے ہوئے اخلازمیں) باورچی خانے میں ایک شخص گھبراہٹ سے کچھ پھرتا ہوا تھا۔

اندریو لونا: پک گیا؟ — کس نے خریدا؟

آئیا: یہ اس نے نہیں بتایا — ادواب وہ چاچکا ہے۔

یاشا: ایک یوزواسا آدمی آیا ہوا تھا۔ اور بچھا ہوا گپ اور ہاتھ — میں تو اس سے نہیں جانتا۔

فیرس: لیونڈ اندر سے دھج اب تک واپس نہیں آئے۔ اور وہ اپنا ہلکا کوٹ پہن کر گئے ہیں۔

اندریو لونا: ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری جانی اٹھ چکی ہو۔ یا شاخا فدا جاؤ اور صلوم کر کے آؤ گے جیڑی کا بیٹا کس نے خریدا ہے؟

یاشا: لیکن وہ بڑا حاکم کا چاچکا ہے۔ (ہنستا ہے)

اندریو لونا: (خفا فٹے سے) ٹھیک ہے، لیکن تم پس کس بات پر رہے ہو؟

آخر اس عرض کی کیا وجہ ہے؟

یاشا: بالی ہو وہ کس قدر مضطرب و غمزدہ ہے — بڑا حق آدمی ہے۔

گیارہ دونی بایس بیٹیں۔

اندریو لونا: فیرس اگر یہ جاننا ہو کہ تم کہاں جاؤ گے؟

فیرس: جہاں آپ کا حکم ہو گا۔ یہ سب سنا ہے۔

اندریو لونا: تم اتنے پریشانی کیوں ہو۔ کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ اب ہمیں جا کر تمام کرنا چاہیے۔

فیرس: ہاں — (کوڑو آواز میں) لیکن اگر میں بیٹ گیا تو تمہاروں کی دیکھ بھال کون کرے گا — یہ کاروبار کون چلائے گا — یہاں میرے سوا اور کون ہے؟

یاشا: (اندھ ہاتھ سے) لیونڈ اندریو لونا۔ میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میری واپس جائیں تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاتے گا۔ میں یہاں بالکل نہیں رہ سکتا۔ (چاندیوں طرف دیکھتے ہوئے)

پوچھنے لگتا ہے) جیسے اندھ کچھ چلنے کی عزت نہیں۔ آپ خود دیکھ سکتی ہیں۔ یہاں سب لوگ کس قدر بے باک ہیں اور اخلاقی طور پر گرے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس قدر اکتا دینے والی غذا ہے۔ اور

مطبخ میں جو کھانا ملتا ہے وہ بالکل ناقابل برداشت ہے اور پھر یہ بچا بڑی ہر طرف ٹرٹرا ہوا پھر زار ہوتا ہے۔ — خراکے تھے مجھے اپنے ساتھ جیسے لے چلتے۔

(پشک داخل ہوتا ہے)

پشک: میری حسین و جمیل خاتون کیا میں آپ سے ناچنے کی درخواست کر سکتا ہوں۔ (اندریو لونا اٹھ کر اس کے ساتھ ناچنا شروع کرتی ہے) یہ وہ ایک سو اسی روپوں تو کس دیکھی طرح آپ سے حاصل کر دی گئی میری حسین خاتون — ہاں وہ تو مجھے طے ہی چاہئیں۔ (ناچتا ہے)

بس ایک سو اسی روپوں کی بات ہے۔

پاشا: (آہستہ آہستہ گاتا ہے) گون جانے کو دل تار پہ کیا گڑی ہے؟

(بال روم میں چار خانے کا باہر جانے ہوئے اندر سے باہر چلا گیا سریشی
بیٹ لگائے ہوئے ایک صحت مند دوسرے اور بہت اونچا چمکا
شرع کر رہی ہے۔ "واہ واہ شانلوا اور افراتواہ — واہ — واہ"
کی صدائیں بلند ہوتی ہیں)

دو دنیا شا: (اپنے چہرے پر پاؤں لگانے کے لئے زنگی ہے) بھرتی بلانے
مجھ سے فانی کر لے کے لئے کہا تھا۔ یہاں اتنے سارے مرد ہیں اور
صرف چند عورتیں ہیں، لیکن مجھے فانی کرنے سے انکار نہ گئے ہیں۔
اندیسر اول ندر دوسرے دھڑکنے لگتا ہے۔ فرس مگرانی ایسی
ابھی پرسٹ آئیں کے کوک نے مجھ سے ایسی بات کہی کہیں دم بند
نہ گئی۔

(موسیقی بند ہو جاتی ہے)

فرس: اس نے کیا بات کہی؟

دو دنیا شا: اس نے کہا کہ تم ایک پھول کی مانند ہو۔

پاشا: (جھپٹتا ہے) جہالت کی حد ہے۔ (باہر چلا گیا)

دو دنیا شا: ایک پھول کی مانند میں بے حس و حساس ہوں۔ جب لوگ بھی بھی
باتیں کہتے ہیں تو مجھ پر بڑا گرا اثر ہوتا ہے۔

فرس: بہت جلد اس طرح تمہارا دل غلاب ہو جائے گا۔

یانی ہوووف: دنیا شا تم تو میری طرف دیکھنے کی بھی حریف گوارا نہیں کرتیں۔

مگر میں کسی قسم کا کیڑا ہوں۔ (آہ بھرتا ہے) آہ کیا زندگی ہے۔

دو دنیا شا: آخر تم چاہتے کیا ہو؟

یانی ہوووف: شاید تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ (آہ بھرتا ہے)

لیکن اس بات کو اگر ایک خاص نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے

میرا مطلب ہے۔ غمناخی صاف کرنا۔ تمہاری وجہ سے

میری کیا حالت ہو گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے میری قسمت ہی خراب

ہے۔ ہر روز کوئی دکھنی مصیبت مجھ پر ضرور ملتی ہے۔

لیکن اب مجھے اس کی عادت ہو چکی ہے۔ اندیسر مشکو کا زندگی

کامانا کرتا ہوں۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اور

اگرچہ میں۔

دو دنیا شا: خدا کے لئے چمپ رہو۔ میں اس سلسلے میں پھر بھی تم سے بات

کروں گی۔ اس وقت مجھے میرے حال پر چھوٹا دل میں اس وقت اپنے

خوابوں میں کھوئی ہوئی ہوں۔ (اپنے پیچھے سے کیلتی ہے)

یانی ہوووف: ہر روز مجھ پر کوئی دکھنی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ لیکن پھر

بھی۔ مگر اعانت دو تو کہوں۔ میں مسکراتا رہتا ہوں۔

اند کبھی بھی تو بہت سہی ہوں۔

(بال روم کی طرف سے دایا داخل ہوتی ہے)

واریا: (ہارون سے) تم اس ملک میں موجود ہو۔۔۔ دیکھی تم کس قدر
 بہتر کر آ رہی ہو۔ (دونوں ملے) اب تم بھی یہاں سے جاؤ ورنہ اس۔
 (ہارون سے) پہلے تو بغیر کے تھے تم نے جا کر پڑھ لکھ کر شروع
 کیا۔ اور میرا ایک کوڑا تو دیا۔۔۔ بعد ازاں تم ڈانگ دم میں اس
 طرح گھوم رہے ہو۔ مگر اب سے بڑے یہاں تم ہی ہو۔
 ہارون: معاف کرنا تمہیں مجھے اس طرح سزا دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔
 واریا: میں نہیں سزا نہیں دے رہی ہوں۔ میں صرف بتا رہی ہوں۔
 اپنے کام سے کام رکھنے کے بجائے تم ہر وقت یہاں دباؤ گھومتے
 رہتے ہو۔ جہاں تک کام کا سوال ہے تمہارا ہونا ہونا برابر ہے۔
 ہارون: میں کام کر رہا ہوں، گھوموں یا نہ گھوموں، پڑھ لکھوں یا
 نہ لکھوں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب؟۔۔۔ مجھ پر اعتراض کرنے
 کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور سوچ
 سمجھ کر بات کر سکتے ہیں۔
 واریا: اچھا تمہاری یہ جہت (غصے سے) تمہارا مطلب ہے کہ میں سچ بھوک
 بات نہیں کرتی۔ جائز یہاں سے دھن ہو جائے۔۔۔ تو اس منٹ۔
 ہارون: (غصے سے) اچھے ہوئے اغوا میں تمہیں دھارنہ اندھنہ کی بات کرنی چاہیے۔
 واریا: (غصے سے بے قابو ہے) میں جانتی ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔
 ابھی دھن ہو جائے۔۔۔ (وہ دھواڑے کی طرف جاتا ہے۔ واریا اس کے
 پیچھے جاتی ہے) گیارہ دہائی بائیس صدی تک۔۔۔ میں تمہاری صورت

نہیں دیکھتا چاہتی دھن ہو جائے۔

ہارون: (ہارون سے) تم اس ملک میں موجود ہو۔۔۔ دیکھی تم کس قدر
 بہتر کر آ رہی ہو۔ (دونوں ملے) اب تم بھی یہاں سے جاؤ ورنہ اس۔
 (ہارون سے) پہلے تو بغیر کے تھے تم نے جا کر پڑھ لکھ کر شروع
 کیا۔ اور میرا ایک کوڑا تو دیا۔۔۔ بعد ازاں تم ڈانگ دم میں اس
 طرح گھوم رہے ہو۔ مگر اب سے بڑے یہاں تم ہی ہو۔
 ہارون: معاف کرنا تمہیں مجھے اس طرح سزا دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔
 واریا: میں نہیں سزا نہیں دے رہی ہوں۔ میں صرف بتا رہی ہوں۔
 اپنے کام سے کام رکھنے کے بجائے تم ہر وقت یہاں دباؤ گھومتے
 رہتے ہو۔ جہاں تک کام کا سوال ہے تمہارا ہونا ہونا برابر ہے۔
 ہارون: میں کام کر رہا ہوں، گھوموں یا نہ گھوموں، پڑھ لکھوں یا
 نہ لکھوں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب؟۔۔۔ مجھ پر اعتراض کرنے
 کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور سوچ
 سمجھ کر بات کر سکتے ہیں۔
 واریا: اچھا تمہاری یہ جہت (غصے سے) تمہارا مطلب ہے کہ میں سچ بھوک
 بات نہیں کرتی۔ جائز یہاں سے دھن ہو جائے۔۔۔ تو اس منٹ۔
 ہارون: (غصے سے) اچھے ہوئے اغوا میں تمہیں دھارنہ اندھنہ کی بات کرنی چاہیے۔
 واریا: (غصے سے بے قابو ہے) میں جانتی ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔
 ابھی دھن ہو جائے۔۔۔ (وہ دھواڑے کی طرف جاتا ہے۔ واریا اس کے
 پیچھے جاتی ہے) گیارہ دہائی بائیس صدی تک۔۔۔ میں تمہاری صورت

(اندرونا داخل ہوئی ہے)

اندرونا: اچھا تو یہ تم ہر روز کی انکس وچ۔ تم اتنی دیر تک کہاں رہے اور
یونڈ کہاں ہیں؟

لوپاخن: یونڈ اندر سے وچ میرے ساتھ ہی واپس آئے ہیں۔ ابھی یہاں
آ رہے ہیں۔

اندرونا: (گھبرائی ہوئی ہے) اچھا تو جلدی بناؤ کیا ہوا — کیا نیم ہوا؟
ہاں تو جلدی کہو۔

لوپاخن: (شرمندہ سا ہے) اُسے دیکھ کہ کھایا وہ (اپنی خوش رہ چپا کے) نیم تو
چار بجے ہی ختم ہو گیا تھا — مگر ہم لوگوں کی گاڑی نکل گئی اور پھر
دوسری گاڑی کے لئے ہمیں ساڑھے نو بجے تک انتظار کرنا پڑا —
(اگری آہ کے ساتھ) آف میرا سر پشما جا رہا ہے۔

(اگرو داخل ہوتا ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ میں کچھ پازل ہیں۔ اور
بائیں ہاتھ سے وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہا ہے)

اندرونا: یونڈ اندر آئے کئے بجے بتاؤ۔ کیا ہوا۔ ہاں بتاؤ — (بے صبری سما
جلدی بتاؤ — خدا کے لئے۔

اگرو: (دروندہ ہے اس کی بات کا جواب نہیں دیتا۔ صرف اس کی طرف
بات دلاتا ہے۔ فرس سے) تو یہ تو جیسٹنگا پھنی اندر چھوٹی پھلیاں —
میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا — آف خدا — کیا کیا گزری۔
(دیکھتے ہوئے دروازے میں سے لوگوں کے طبر و کھیلنے کی آوازیں آتی

یہ ہیں۔ ستر اور اٹھارہ — گا دیو دنا بند کرتا ہے
اندرونا: (ہوئے اٹھارہ میں فرس سے کہتا ہے) میں بہت تھک
گیا ہوں۔ آؤ فرس میرے ساتھ آؤ — میں پاس تبدیل کر چکا ہوں
ہوں۔

(بالہم کی طرف سے باہر آتا ہے فرس اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے)
پشک: نیلام کا کیا نتیجہ نکلا۔ کیا پیری کا باڈن پک گیا؟

لوپاخن: ہاں پک گیا۔

اندرونا: کس نے طریقہ؟
لوپاخن: میں نے۔

(وقفہ)

(اندرونا بہت متاثر ہے اور اس کے لئے اپنے ظم پر تباہی ہوا ہنسل
ہے۔ اگروہ کرسی اور میز کے سہارے کمر بستی نہ ہوتی تو گر جاتی۔ داریا
اپنی پیشی کے پاس سے ایک کنبھوں کا چمکا نکالتی ہے اسی کے ٹھٹھک
روم کے پھلنگ زین پر بیٹھتی ہے اور تیزی سے باہر چلی جاتی ہے)

لوپاخن: ہاں اُسے میں نے ہی خرید دیا۔ خواتین اور حضرات مہربانی سے ایک
منٹ صبر کیجئے میں اس وقت کچھ سوچ نہیں سکتا اور کچھ اپنے
خیالات کا اظہار کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ (ہنستا ہے) جب
ہم نیلام کے وقت وہاں پہنچے تو درگا نوٹ وہاں پہلے سے موجود تھا۔
یونڈ اندر سے وچ کے پاس تو صرف پندرہ ہزار روپے تھے — اور

درگاہ فوت نے کروڑوں کی رقم سے ۳۰ ہزار زیادہ کی بولی لگائی۔ بے
حالات کا کچھ کچھ اندازہ ہوا اور میں نے نوڑا پائیس ہزار کی رقم کی بولی
دی۔ پھر اس نے پینتالیس ہزار اور میں نے پچیس ہزار۔ وہ ہر بار بولی
ہزار بڑھا دیتا تھا اور میں دس ہزار ادا کر رہا تھا جب میں نے گھٹی کی
رقم سے نوے ہزار اور بدل زیادہ رقم پیش کی تو خدا خدا کر کے نیلام ختم ہوا۔
اور جاننا میری ٹکیت قرار پائی۔ ہاں چیری کا باغ اب میرا ہے۔
میرا ہے۔ (دھنستا ہے) آف میرے خواہ۔ میں یکے
بیتیں کروں۔ چیری کا باغ اب میرا ہے۔
آپ لوگوں میں کوئی مجھے کیوں نہیں جانتا کہ میں شراب کے نشے میں نشہ
ہوں۔ یا پھر میرا داغ چل گیا ہے یا پھر یہ سب میرا نہیں ہے۔ (اچھا
پاؤں پھٹتا ہے) ہر رانی سے میرا مذاق نہ اڑائیے۔ کاش کہ میرے باپ
اور میرے دادا آتے جنہی قبروں سے نکل کر یہاں آسکتے اور دیکھتے
کہ آج کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ وہ دیکھتے کہ ان کا میرا لائی آئن کا رول
پٹنے والا نیم جاہل، بیٹا، یرسوائی، جو ہارے کے زنا نے میں ہی لگے پاؤں
ادھر ادھر وہ ڈنڈا پھر تاقا تھا۔ آج اس جاندار کا مالک ہے جو دنیا کا
سب سے حسین گوشہ ہے۔ ہاں میں نے وہی جاندار خریدی ہے جس
پر میرے باپ دادا رہا یا کی حیثیت کے کام کرتے تھے اور یہاں
انہیں باور ہی خانے ٹکس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔
یقیناً میں سو رہا ہوں۔ یقیناً میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ اس میں

کوئی حقیقت نہیں۔ یہ صرف میرا تخیل ہے۔ میری نظر کا دھوکا ہے۔
(فرش پر سے کہیں کا کچھ اٹھا آتا ہے اور فرشی سے مسکراتا ہے) میں
نے یہ ظاہر کرنے کے لئے یہ کنبیاں یہاں پھینک دیں کہ اب وہ اس گھوٹی
مالک نہیں ہے۔ (کہیں کو ہلا آتا ہے) خیر کوئی بات نہیں۔ (دھنستا
اب کوئی نئی دھن (آپ رہا ہے)۔ آؤ جیٹ۔ بھانے والو! کوئی بھی
چیز بھانے میں مصروفی سننا چاہتا ہوں۔) ہاں تو آپ سب لوگ
سنئے۔ اور بہت جلد آپ دیکھیں گے کہ یرسوائی لو پاخن، باتیں کھلا دے
نئے چیری کے باغ میں داخل ہوگا اور ایک ایک کر کے سب دھت
گوا دیئے جائیں گے اور ان کی جگہ یہاں سے لے کر وہاں تک نئے
پٹنے تعمیر کئے جائیں گے اور ہارے بچے اور ہارے بچوں کے بچے
دیکھیں گے کہ یہاں ایک نئی زندگی جنم لے رہی ہے۔ ہاں آئیے اب
کچھ موسیقی سنائی جائے۔
(بیش ایک دھن بھاتا ہے۔ اندر پرنا کر میں دھن گئی ہے۔ اور
پھر پھر کھڑک رہ رہی ہے۔)
لو پاخن: (شکایت کے انداز میں) آپ نے پہلے میری بات پر توجہ کیوں نہیں
دی۔ میری عزیز بن نصیب خاتون۔ اب کیا ہو سکتا
ہے۔ کاش کہ کسی طرح یہ سب مصیبتیں ٹل سکتیں۔ کاش
کہ ہم اس غمزدہ اور بدستغ زندگی کو کسی طرح بدل سکتے۔
پشاک: (اس کے باتیں باتوں سے ہنسنے و مہم آواز میں) یہ دھوکا ہے۔

انہیں کچھ دیر کے لئے ان کے حال پر چرندو۔ آؤ ہم بال دہم میں چلتے ہیں — آؤ بس چلو۔

(اس کو لے کر بال دہم کی طرف جاتا ہے)

لو چاخن: خیر کوئی بات نہیں۔ ہاں تو بیٹھ بھانے والو! — بھاؤ — اور بھاؤ — اب ہر بات میری خواہش کے مطابق ہونی چاہیے (مستر سے) تو یہ ہیں آپ کے نئے جاگیر دار — تو یہ میں پیری کے بارش کے نئے ملک۔ اتفاق سے ایک پھوٹی میز اس کی فکر کو سے گزرتی ہے اور کچھ شمع دان گرنے سے جل جال بجھے ہیں (خیر کوئی بات نہیں میں ہر چیز کی قیمت ادا کر سکتا ہوں۔) (بٹک کے ساتھ جاتا ہے) اب ڈانگ دہم میں صرف اندر لانا ہے جو کرسی پر بیٹھی ہوئی۔ پھرٹ پھرٹ کر دہری ہے۔ بیٹھا آہستہ آہستہ بج رہا ہے۔ آنیا اور تردنی صوف تیزی سے داخل ہوتے ہیں۔ آنیا انجی اس کے پاس جاتی ہے اور اس کے قریب نہیں ہر دو لڑائی مٹ جاتی ہے اور اسے تسلی دینے کی کوشش کرتی ہے — تردنی صوف بال دہم کے دوا دے کے پاس کھڑا رہتا ہے۔)

آنیا: ۱۱۔ ۱۱۔ آپ دہری ہیں؟ میری پیاری، ایک اور میز! ۱۱۔ میری حیرانہ پیش رہا! ۱۱۔ میں آپ کو گستاخا ہتی ہوں — خدا آپ پر اپنی رحمت کے پھول برسائے — ہاں پیری کا بارش ایک چمکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اب پیری

کے بارش کا کوئی وجود نہیں — یہ سچی ہے — لیکن اس طرح نہ دیکھے ۱۱۔ ابھی آپ کی زندگی آپ کے سامنے پھیلی ہوئی ہے — اور آپ کو یہاں اس صوم دل آپ کے پاس ہے — چلتے میرے ساتھ چلتے میری بہت پیاری ۱۱۔ ہمیں اب یہاں سے چلا جانا چاہئے — ہم ایک نیا بارش لگائیں گے جو اس سے بھی زیادہ حسین ہوگا — اور جب آپ اسے دیکھیں گی تو خود بخود سب باتیں آپ کی سمجھ میں آجائیں گی اور آپ کا دل خوش سے الال ہرچکاگا۔ — تو جتنے ہوئے صوم دل کی طرح — اور آپ ایک بار پھر ٹسکرا آئیں گی — میری پیاری ۱۱۔ چلتے میرے ساتھ چلتے۔ چلتے ہم ساتھ چلیں۔

(پہرہ گزرتا ہے)

چوتھا ایکٹ

(دوبی کمرہ جو پہلے ایکٹ میں تھا لیکن اب دیواروں پر سے تصویریں اودھ والوں سے پرے ہٹا دیے ہیں۔ صرف ایک ہی میز کرسیاں ایک کونے میں اوپر نیچے رکھی ہیں۔ کوہستہ آٹھ ادا و بھیا تک معلوم ہو چکا ہے۔ نیچے کے حصے میں دروازے کے قریب اوپر نیچے بہت سے سوٹ کیس اور دوسرا سامان رکھا ہے، جو معلوم ہوتا ہے سفر کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ بائیں دروازے سے جڑ کھلا ہوا ہے آٹھ ادا و بھیا کی آٹھ کرسیاں کھڑی ہیں۔ لوہاٹن کمرے میں کھڑا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے آنے کا منتظر ہے۔ یا شا ایک کشتی کے کھڑا ہے، جس پر ٹیمپین کے گھاس رکھے ہوئے ہیں۔ بال میں ڈائی ہورڈ ایک بڑے مشرق کو بند کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ باہر کسی طرف سے دم آؤ ادا والوں کی گونج سنائی دے رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان خدا حافظ کہنے آئے ہیں۔ گا دیو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ شکر، دستور — شکر یہ ۵)

یا شا: گا دیو کے لوگ خدا حافظ کہنے آئے ہیں۔ بروڈائی گھسی دھج میرے خیال میں یہ لوگ ٹیک دل تو خرچ ہو ہیں، لیکن ان میں عقل اور فکر کی بہت کمی ہے۔

(آؤ ادا و بھیا جو جاتی ہیں۔ ادا دیو نا ادا دیو بال کی طرف سے ادا آتے ہیں۔ ادا دیو نا ادا دیو نہیں رہی ہے، لیکن اس کا چہرہ پہلا ڈرگیا ہے۔ شہادت خدات سے اس کے ہونٹ کا منہ ہل رہا ہے۔ ادا وہ بولی نہیں نکلتی۔)

گلا دیو: تم نے اپنا بڑا سوٹ روپیوں کے ان لوگوں کے مراے کر دیا — اس کی کیا ضرورت تھی — اس کی کیا ضرورت تھی؟ ادا دیو نا: میں ادا کیا کرتی — میں ادا کیا کر سکتی تھی؟ (ادالوں باہر جاتے ہیں)

لوہاٹن: (ادالوں کے قریب جا کر انھیں آواز دیتا ہے) آئیے تھوڑی سی ٹیمپین دینی بیٹھے — مہربانی سے — بس ایک گلاس پانی سے پہلے — شہر میں مجھے ٹیمپین خرچے کا خیال نہیں کیا ادا اسٹیشن پر ہیں ایک بڑی سی سکی — آئیے کچھ تو لے بیٹھے — (واقعہ) کیوں کیا آپ نہیں پشیم لے۔ خواتین اور حضرات — (ادالوں سے واپس آتا ہے) اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں یہ کیوں داتا — خیر — میں یہی نہیں پیوں گا۔ (یا شا احتیاط سے کشتی کو ایک کرسی پر رکھ دیتا ہے)

لوہاٹن: یا شا ادا کوئی ٹیمپین پینا نہیں چاہتا — تم ہی ایک جام پی لو۔ یا شا: رخصت ہونے والوں کا جام مست۔ ادا یہ آپ کا جو ٹیمپین ہے۔ (پیتا ہے) میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ اصلی ٹیمپین نہیں ہے۔

لوپاخن : اسی نہیں ہے ؟ — آٹھ روپ کی ایک بوتل اسی نہیں ہے۔
 (دو دفعہ کس قدر شدید مروی ہے۔)

یاسا : آج کس نے آٹھ دان میں آگ نہیں جلائی — غیر کوئی بات نہیں
 آج تو ہم رخصت ہو رہے ہیں۔ (دھنستا ہے)

لوپاخن : تم ہنس کیوں رہے ہو ؟
 یاسا : کیونکہ میں خوش ہوں

لوپاخن : اکتوبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے ، لیکن موسم ابھی ٹپکڑیوں کا ہے
 اور ٹھپ ٹپکڑی ہوئی ہے۔ گویا ابھی تک گرمی ختم نہ ہوئی ہو —
 عمارتیں بنانے کے لئے یہ موسم خاص طور سے مناسب ہے۔ (اپنی گھڑی
 کی طرف دیکھتا ہے اور پھر دروازے کی طرف دیکھتا ہے) خواتین اور
 حضرات یا دیکھئے کہ ٹرائی کے دروازے ہونے میں صرف چھ ماہیں منٹ
 باقی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں منٹ میں ہم لوگوں کو یہاں سے
 دروازہ ہوتا چاہیئے — آپ لوگ جلدی کیجئے۔

(ترونی موف ایک لمبا کوٹ پہنے ہوئے باہر سے آتا ہے)
 ترونی موف : میرے خیال میں اب دروازہ ہونا چاہیئے۔ دروازے پر گھوڑے تیار
 ہیں۔ مجھے میرے برف کے جوئے کیا ہوئے۔ پتہ نہیں کہاں گئے
 — (دروازے سے آواز دہناتا ہے) آئیہم نے میرے برف کے جوئے
 دیکھے ہیں ، کہیں نہیں مل رہے ہیں۔

لوپاخن : اب مجھے بھی خدا کوٹ کے لئے دروازہ ہونا چاہیئے — میں بھی اُڑی

سے جا رہا ہوں جس سے آپ لوگ جا رہے ہیں — سردی کے ختم
 تک وہیں رہوں گا۔ یہاں کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اور پھر
 بیکاری دیکھیں بھی میرے لئے ایک اوجیت ہے۔ میں کام کئے بغیر
 نہیں رہ سکتا — میری کچھ نہیں نہیں آتا کا اپنے ہاتھوں کا کیا
 کروں — معلوم ہوتا ہے کہ یہ باطل ہے جہاں ہو گئے ہیں —
 یا پھر کس اور کے ہاتھ ہیں۔

ترونی موف : ہم لوگ تو رخصت ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تم اپنے فیلڈی
 اور سفید کام دل بھر کر کر سکتے ہو۔

لوپاخن : لو — تھوڑی سی مشرب ہو۔

ترونی موف : نہیں شکریہ

لوپاخن : تو تم باسکر جا رہے ہو۔

ترونی موف : ہاں میں آج ان لوگوں کے ساتھ شہر تک جاؤں گا — اور
 پھر کل باسکر دروازہ سوجائی گا۔

لوپاخن : ہاں ضرور — میرے خیال میں وہاں سب پروفیسر قبیلے منتظر
 ہوں گے اور ابھی تک انھوں نے کچھ دینے شروع نہیں کئے ہوں گے۔

ترونی موف : اس سے تمہیں کیا مطلب ؟

لوپاخن : تقریباً کتنے سال سے تم پروفیسر میں پڑھ رہے ہو ؟

ترونی موف : اگر غنائی کرنے کا شوق ہے تو کوئی نئی بات سوچو — یہ تو بہت
 پٹا ہوا خاق ہے۔ (اپنے چہرے کو خوش کرتا ہے) اور ہاں ہو سکتا ہے

یہ میرے برف کے جوتے ہیں۔

لوپاخن: پچھلے سال میں نے ایک ہزار ایک سو نو سو پچاس سال کی فصل بونی تھی۔ اس پر مجھے چالیس ہزار روپے کا منافع ہوا ہے۔ جس وقت فصل بکھے ہوئے تھے تو وہ منظر قابلِ دید تھا۔ میں اس میں آس جاتا چاہتا ہوں کہ مجھے ابھی چالیس ہزار روپے کا منافع ہوا ہے اور میں نہیں دوپہر پیش کرنے کے لیے تیار ہوں، کیونکہ اس وقت میرے پاس اس کی کوئی کمی نہیں ہے۔ تم انٹے مفرد کیوں ہو۔ میں تو ایک سیدھا سا انسان آدمی ہوں۔ مختلف کافاکا نہیں۔

ترونی موف: تمہارے والد کا منافع اور میرے والد دعاؤں کی دکان کرتے تھے۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔ (لوپاخن اچھا بھرا ہوا ہے)۔ بس رہنے دو۔ تم اگر مجھے دو لاکھ روپے کی رقم بھی پیش کر دو تو میں قبول نہیں کروں گا۔ میں ایک آزاد انسان ہوں۔ جس دولت کی تم امیر لوگ اتنی قدر کرتے ہو اور جسے تم جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہو۔ تم امیر لوگ جو فقیر بھی ہو۔ وہ دولت میرے لئے ڈھکی ہوئی روٹی سے زیادہ وقت نہیں رکھتی۔ میں مضبوط ہوں۔ اور ہاں میں مفرد بھی ہوں۔ کیونکہ میں تم لوگوں کی مدد اور دعاؤں سے بے نیاز ہوں۔ اس وقت نسلِ انسانی ایک خلیجِ سچائی کی سب سے بلند منزل کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ جہاں گہری اور سچی مسرت ہماری منتظر ہے۔ اور میں اس سفر میں پیش پیش

کہ یہ ہماری آخری طاقت ہو۔ خدا کے لئے یہ تقریریں امدادِ اعلیٰ طرح اپنے ہاتھوں کو بلاۓ اب بند کرنا اور ہاں یہ طعنائی اور بھلائی باتیں اب تمہیں چھوڑنا چاہئیں۔ گرمی کے بجائے جانے کی باتیں۔ ان لوگوں کی تعداد جو یہاں آکر ٹھہریں گے اور پھر یہیں سکونت اختیار کریں گے۔ یہ سب بہت بڑی بڑی لیکن بے معنی باتیں ہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو، مجھے تم پسند ہو تمہاری انگلیاں کسی فنکار کی انگلیوں کی طرح نرم و نازک ہیں۔ اور تمہارا دل خاص ہے۔

لوپاخن: خدا حافظ میرے دوست۔ بہت بہت شکریہ۔ اگر تمہیں ضرورت ہو تو میں تمہیں سفر خرچ کے لئے کچھ روپے دے سکتا ہوں۔

ترونی موف: کس خوشی میں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

لوپاخن: لیکن تم اس وقت مالیِ اقد ہو۔

ترونی موف: نہیں میرے پاس کچھ روپے ہیں۔ مجھے ابھی ایک تھکے کا سا دھڑلا ہے۔ یہ دیکھو میری بیب بھری ہوئی ہے۔ اپریشانی سے لیکن آخر میرے روبرو کسے جو تھے کیا ہوئے؟

واریا: (دوسرے کمرے میں) یہ لوپاخن بہت ناک جو تھے۔ وہ دانا سے روبرو کسے جوتے برف کے جوتے جیٹکتی ہے)

ترونی موف: لیکن تم اس قدر ڈھکیوں ہو واریا! ہوں۔ اے بھئی

ہوں۔

لوپاخن: کیا تم اس منزل تک پہنچ سکو گے؟
ترونی موہ: ہاں! قطعاً! بامیں خود وہاں پہنچوں گا یا کم سے کم دوسروں کو
وہاں تک پہنچنے کا راستہ دکھا سکاؤں گا۔

(دور سے گھبراہٹ سے وحشت کاٹنے کی آواز آتی ہے)

لوپاخن: اچھا! مزید درست خدا حافظ — جانے کا وقت ہو چکا ہے۔ اور
یہاں ہم لوگ ایک دوسرے پر غمب ٹالنے کی کوشش کر رہے
ہیں — اور زندگی تیزی سے ہمارے ہاتھوں سے گل جا رہی ہے
— جب میں بہت دیر تک بغیر کام کئے کام کرتا رہتا ہوں تو مجھے
دلی خوشی محسوس ہوتی ہے اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میری زندگی
بامعنی ہے — دیکھو دوس میں کتنے لوگ بالکل بے مقصد زندگی
گزارتے ہیں — خیر اسے چھوڑو — ہو سکتا ہے یہ کوئی تیری
بات نہ ہو — سنا ہے لیونٹا ڈرے وہی نے جیک میں ڈکری کر لی
ہے اور ان کی سالانہ تنخواہ چھ ہزار روپے ہو گئی — مجھے تو امید
نہیں کہ ان سے یہ گاڑی چل سکے گی۔ وہ تو بہت ہی کاہل آدمی ہیں۔
آفسیا: (دروازے سے) اما کہہ رہی ہیں کہ ان کے دماغ ہونے تک درست
کونٹے کا کام شروع نہ کر لیا جائے۔

ترونی موہ: واقعی یہ نامناسب ہے۔ اتنا خیال تو تم خود بھی کر سکتے تھے۔

(ہال کی طرف جاتا ہے)

ترونی موہ: بہت اچھا — بہت اچھا — اُن یہ لوگ (ترونی موہ کتے کچے جاتا ہے)
آفسیا: کیا فیرس کو ہسپتال بھیج دیا گیا ہے؟

یاشا: ہاں میں نے سچ ان لوگوں سے کہا تھا میرے خیال میں قزوہ جا چکا ہے۔

آفسیا: لڑائی ہو روہ سے جو بال دم کی طرف سے کہتا ہے (سینو سے نکل کر)
تو دیکھ کر معلوم کیجئے کہ فیرس کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے یا نہیں؟

یاشا: (خفگی سے) میں نے صبح یوگی سے کہہ دیا تھا اب سو بار معلوم
کرانے کی کیا ضرورت ہے؟

یاشا: فیرس تو ایک پُرانی عمارت کے گھنٹہ کی طرح ہے
میرا مطلب ہے کہ اب اس کی حرکت ممکن نہیں۔ سچی بات تو یہ ہے
کہ اسے اب اپنے آپ دادا کے پاس پہنچ جانا چاہیے — اور جہاں
تک یہ سوال ہے تو میں اس پر شک کرتا ہوں۔ (ایک سوٹ کیس
اُٹھا کر گئے کے ہیٹ کیس پر دیکھتا ہے تو پتہ چاک جاتا ہے) اصل دلا
قوت — یہ مجھے پہلے سے سچنا چاہیے تھا۔ (جاتا ہے)

یاشا: (لفزت سے) گیارہ روپی بٹس بھینٹیں۔

داریا: (دروازے کے پیچھے سے) کیا فیرس کو ہسپتال بھیج دیا گیا ہے؟

آفسیا: ہاں۔

داریا: تو پھر وہ لوگ ڈاکٹر کے نام کا خط جہاں کیوں چھوڑ گئے؟

آفسیا: میں ابھی کسی کو وہ خط دے کر بھیجتی ہوں۔ (جاتی ہے)

داریا: (برابر کے کمرے سے) یاشا کہاں ہے؟ اس سے کہنا کہ اس کی ماں

اس سے رشتہ جوئے کے لئے آتی ہے۔

یاشا: (ہاتھ ہلاتے ہوئے) اخو! اسی لوگوں کی وجہ سے ہم میں دم ہے۔
(اس دوران میں دونیا شا آگئی ہے اور بچے سامان کے قریب
مصفوف نظر آنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اب جبکہ یاشا تنہا ہے وہ
اس کے قریب آتی ہے)

دونیا شا: کم سے کم ایک باہر میری طرف نظر اٹھا کر دو دیکھو۔ یاشا تم مجھے چھوڑ کر
جار ہے ہو۔ میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکیں گی۔ (روتی ہے اور
اس کی گردن میں باہیں ڈال دیتی ہے)

یاشا: رونے دھونے سے کیا فائدہ؟ (شیمپین پیتا ہے) ایک ہفتے کے
اندہ اندہ میں پیرس پہنچ جاؤں گا۔ بس کل ہم لوگ فریج میں سوار
ہو کر چلا ہوا جائیں گے اور پھر ڈھونڈے سے بھی ہاتھ نہ آئیں گے۔
لفظہ باد فرانس — مجھے یہ جگہ بالکل پسند نہیں — میں یہاں
بالکل نہیں رہ سکتا — یہاں کچھ بھی تو نہیں رہتا — میں نے
اس قسم کی جہالت بہت دیکھی — بس اب اور لمبہ ہونا نہیں چاہتا
(پیتا ہے) آخر اس آہ و زاری کا کیا مطلب ہے؟ شریف (دیکھیں کی
طرح دہوتے رونے دھونے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔)

دونیا شا: (ایک چھوٹے سے شیشے میں اپنا بیرو دیکھتی ہے اور پاؤں دنگاتی ہے)
پیرس جان کر مجھے خط لکنا — بھول نہ جانا — تمہیں معلوم ہے
میں نے تم سے کتنی محبت کی ہے — میں نے تم سے بھید محبت

کی ہے — میرا دل بہت ہی نرم و نازک ہے یاشا۔

یاشا: کرنی اس طرف آتا ہے۔ سوٹ کیس ایک کرنے لگا ہے اور بہت
آہستہ لگا ہے)

(اندریونا، گاڈو، آئیڈا اور شارلٹ داخل ہوتے ہیں)

اندریونا: (س منٹ کے اندہ اندر دم لوگوں کو سوار ہو جاتا چاہئے۔ اچانک طرف
دیکھتی ہے) خدا حافظ پیلے گھر۔ میرے عزیز خاندانی گھر کچھ دیر
میں موسم سرما ختم ہو جائے گا اور ہمارا شروع ہو جائے گی اور اس وقت
یہاں تمہارا موجود ہی نہیں ہوگا۔ تمہیں ڈھکا دیا جائے گا — ان
دو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے کیا کیا دیکھا ہے! (آئیڈا کو محبت سے
پیارا کرتی ہے) تم اس وقت کتنی مشکلفہ معلوم ہو رہی ہو —
میری متاع عزیز — تمہاری آنکھیں ہیروں کی طرح چمک رہی
ہیں — کیا تم خوش ہو — بہت خوش ہو؟

آئیڈا: (بہت، آج ہماری نئی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے۔ 11۔)

گاڈو: (خوشی کے پیچھے میں) اس میں کیا شک ہے؟ — ہر بات، بغیر
خوبی طے ہو چکی ہے۔ جب ٹمک پیری کے بارش کے پکٹنے کا سلسلہ
چل رہا تھا۔ ہر ایک پریشان اور نگر مند تھا، لیکن اب جبکہ وہ معاط
طے ہو چکا ہے ہر شخص مطمئن ہے اور ہلکا ہلکا محسوس کر رہا ہے۔
اب میں نے دیکھیں تو کڑی کرتی ہے — اب میں روپے کا
کاؤنڈ کر رہی گا — پھر میں نے شروع گیند ٹھونڈی — اور

یہ بات ہم بھی پہلے سے بہتر معلوم ہو رہی ہو — اس میں کوئی شک نہیں۔

اندریونا: ہاں میرے اعصاب کا حال اب کچھ بہتر ہے اور خیر بھی بہتر آ رہی ہے۔ اچھا یا شاہ میری چیزیں باہر کے جاؤ۔ وقت ہو گیا ہے۔ اس وقت تو میں دیریں جا رہی ہوں — اور فی الحال میرا اگر اس وقت پر ہوگا جو تمہاری فانی نے جاغاد خریدنے کے لئے پلاسٹک کے کچھ بھی تھی — خدا انہیں غرض رکھے — دیے وہ روپیہ زیاں دے تک تو کیا چلے گا؟

آنیہ: آپ جلدی داپس آجائیں گی نا — دیکھئے بہت جلدی آئیے گا۔ اب میں بہت جلدی اسکول پس کروں گی، اور پھر میں کام کروں گی اور آپ کی مدد کروں گی — اور پھر ہم ساتھ مل کر بہت ساری اچھی اچھی کتا بنیں پڑھا کریں گے — ہیں نا نا: (ہاں کے ہاتھ کو بید کرتی ہے) ہم خواب کی طرح راتوں میں طرح طرح کی دھچک کتا ہیں پڑھا کریں گے اور ہمارے سامنے ایک نئی اور حیرت انگیز زندگی کے دردناکے نکل جائیں گے۔ اکھوئے ہوئے انداز میں) اور دردناک پس آجائے گا۔

اندریونا: ہاں میں ضرور داپس آؤں گی میری جان (اسے گے لگاتی ہے) (لوپاخن داخل ہوتا ہے۔ خارلوتا آہستہ آہستہ لگاتی ہے) گکارو: خارلوتا کتنی خوش ہے!

خارلوتا: (ایک بیگ آٹا خالی ہے جو کپڑوں میں پٹے ہوئے کچے کی طرح معلوم ہو رہا ہے) خدا حافظ پیارے بچے (کچے کے رونے کی آواز آتی ہے) پشپ ہو جاؤ میرے ٹاشے۔ مت رو (رونے کی آواز آتی رہتی ہے) میرا دل تمہارے لئے بے چین ہے — اینڈل کو پیسنگ دیتی ہے) مہرانی سے میرے لئے کوئی اور نوکری تلاش کیجئے۔ میں نوکری کے بغیر کیسے رہ سکتی ہوں۔

لوپاخن: ہم تمہارے لئے کوئی اور نوکری تلاش کریں گے۔ خارلوتا اور انا تمہیں پریشاں ہونے کی ضرورت نہیں۔

گکارو: ہر شخص ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ داریا بھی جا رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایک کسی کو ہماری ضرورت نہیں رہی۔

خارلوتا: میں یہاں شہر میں کہاں رہ سکتی ہوں، اس لئے مجھے تو جانا ہی پڑے گا۔ (گھٹکتی ہے) تیر کوئی بات نہیں۔

(پشک داخل ہوتا ہے)

لوپاخن: ارے یہ کہاں سے دادو ہو گئے۔

پشک: (میں کا سانس پھولا ہوا ہے) آہ — درد سانس سہا جاتے تو بات کروں — ارے کبھی کوئی کدوا باقی تو بچاؤ — میرے دوست۔

گکارو: میرے خیال میں تم اس وقت دیر پر قرض مانگئے آئے ہو۔ بھی مجھے تو صاف گف۔ میں تو بچا۔ (باہر جاتا ہے)

پشک: بہت دن سے آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی میری حسین عاتقی —

(اردو میں ہے) آپ کا نام مجھے نہیں دیکھ کر میں ہنسی۔

بہت تو ہمیں آدمی ہو۔ اچھا تو ہے۔ لیکن اس کی روٹی (لوہا کی روٹی) یہ دیتا ہے) (یہی آٹھ سو چالیس روٹی کی ادائیگی باقی ہے۔

لو پاخن: (حیرت سے کندھے ہلاتا ہے) کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ یہ وہی پر قہار ہے جس کا میں سے آیا؟

پشک : ایک منٹ فہرہ — خدا سانس سوسا جائے۔ ہاں تو ابھی چند دن بچے
 بڑی عیب بات ہوئی۔ کچھ انگریز لوگ مجھ سے ملنا گئے۔ انھوں نے
 میری زمین میں ایک خاص قسم کی سفید مٹی دریافت کی تھی۔ (لاٹینی نام سے)
 یہ آپ کے لئے ہے میری حسین خاتون (دوسرے دیتا ہے) اب تو فرض پھر
 کسی اور ملک کا۔ (پانی پیتا ہے) ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی میں ایک
 نوجوان نے مجھے بتایا کہ کسی بہت بڑے فلسفی نے کہا ہے کہ زندگی گزارنے
 کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چمت سے کو روٹو۔ — سب سانس
 ایک دم مل ہو جائیں گے۔ (حیرت سے) خدا سوچئے۔ کتنی عجیب
 بات ہے۔ — مجھے خدا سانس دانی اور دنا۔

لوہاؤں! یہ کون انگریز لوگ تھے!

پیشکش: میں نے یہ سفید مٹی والی زمین انھیں جو میں سال کے لئے دے دی ہے۔ اچھا اب آپ لوگ مجھے معاف کیجئے۔ میں نماز جلدی میں ہوں۔ ایسی اور بہت سے کام کرتے ہیں، زور تو ان کوں کو دوڑیہ دینا ہے۔ اور پھر کروا مولوتوف کا خرچہ چکا ہے۔

میں نے اس سب سے دلہنوں (بانی بیتا ہے) اچھا خدا آپ سب کو خوش رکھے ہیں جماعت کے روز میرا آن گا۔

اندر یونا: ہم گگ ہی اسی شہر جا رہے ہیں اور کل میں فرائض روزانہ ہو جاتی گی
پیشک: میں کیا کہا؟ (دہریشانی سے) آپ گگ شہر کیوں جا رہے ہیں؟ -

— اجماع اب سمجھ میں آیا کہ یہ فریضہ کیوں ایک طرف پڑا ہے۔

اور یہ سب سوٹ کس جہاں کیوں جمع ہیں؟ — ہاں قریہ انگریز لوگ واقعہ بڑے ذرا ہیں ہوتے ہیں۔ — غیر کوئی بات نہیں۔

— اریز کی ایک انتہا ہل ہے — اریز ختم ہوجاتی ہے

(اخیر پنا کے ہاتھ کو پس دیتا ہے) اور جب آپ کو اطلاع ملے

امیری زندگی ہی ختم ہو گئی تو بس کسی گھوڑے کا قصہ کہیے گا اور

پہلے آپ سے کہیے گا کہ کون سے قسم کا ایک آدمی تھا جس کا نام

میں نے ہنسنا شروع کیا۔ "خدا اس کی مغفرت کرے۔" — ہوشیار

مشکل ہے۔ — ہاں دھرم سنگ اور پیشانی کے احساس

لے ساتھ باہر جاتا ہے۔ یلین پھر لوہی داپس آجاتا ہے اور دنا ہے

میں غمزدہ ہو رہا تھا ہے) ماحصل کے آپ کو سونپ کر دیا

(416/1) 6

اسدی بیوی کا: اچھا جواب ہم لوگوں کو دینا چاہیے۔ میرے نہیں پر اس

کے دلہانوں کا ہر لمحہ ہے۔ ایک کو دوسرے کے چارہ میاں ہے

میرا یہ ہے کہ اگر ہم رب پاؤں اور سہرے ہیں۔

اندریونا: یہ بہت اچھا خیال ہے۔ بس تمہیں اس سے بات کرنے میں ایک منٹ لگے گا اور یہ ابھی ہو سکتا ہے میں اسے فوراً بتاتی ہوں۔

لوپاخن: یہاں اس وقت شہسپین بھی موجود ہے جو اس موقع کے لئے بہت مناسب ہے۔ (گھاسوں کی طرف دیکھتا ہے) اسے یہ تو خالی ہیں کسی نے سب شہسپین پالی — بلکہ شاید چاٹلی (یادداشت کرتا ہے)

اندریونا: (غوشی سے) میں بہت خوش ہوں۔ ہم لوگ باہر چلے جاتے ہیں۔ یادداشتوں میں ابھی آگے بڑھتی ہوں (دعا دے سے) واریا ایک منٹ کے لئے یہاں آؤ — اگر کچھ کام کر رہی ہو تو ایک منٹ کے لئے اسے چھوڑ کر ذرا یہاں آجاؤ، واریا — (یادداشت کے ساتھ باہر جاتی ہے)

لوپاخن: (اپنی گلابی کی طرف دیکھتا ہے) ہاں — تو — (وقفہ)

دعا دے کے قریب سے دلی دلی ہنسی اور کانپھنسی کی آواز آتی ہے اور آخر کار اندر داخل ہوتی ہے اور سامان کا سامان شروع کر دیتی ہے۔ چند لمبے بعد وہ کہتی ہے:

واریا: عجیب بات ہے، معلوم نہیں وہ کہاں رہی ہے؟

لوپاخن: کیا چیز ڈھونڈ رہی ہو؟

واریا: میں نے خود ہی سب سامان تیار کیا، سمجھ میں نہیں آتا کیسے غائب ہو گئی۔

آسیا: فرس کر تو رہی ہوں ابھی دیکھا گیا ہے۔ صبح اٹھنے سے پہلے آگے ہسپتال گیا تھا۔

اندریونا: اور دوسری نگر واریا کی طرف سے ہے۔ اسے پہلی سے کام کرنے کی عادت ہے۔ صبح اٹھتے ہی وہ کام کرنا شروع کر دیتی ہے اور پھر شام تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ہر کام کئے وہ کیسے زندہ رہ سکتی پریشانی سے وہ اتنی تڑپتی اور جلی ہو گئی ہے اور اگر وہ جلی ہی جاتی ہے تو پھر ہی (وقفہ) انہیں ابھی طرح معلوم ہے یہ مولا کی آکسیجن کریم اس امید میں تھی کہ اس کی شادی تمہارے ساتھ ہو جائے گی۔ اور ب باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ تمہارا بھی یہی خیال ہے — (آجائے گاں میں کچھ کہتی ہے۔ آجائے گاں لڑا لڑا گواہی دیتی ہے اور وہ دونوں باہر جاتی ہیں) — وہ تم سے محبت کرتی ہے

اندریونا: ابھی آگے پسند کرتے ہو، اب اس کے بعد بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ تم دونوں کیوں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہتے ہو — میں دیکھتی ہوں کچھ نہیں سمجھ سکتی۔

لوپاخن: میں خود ہی نہیں سمجھ سکتا، کچھ عجیب بات ہے۔ اگر اب بھی کچھ وقت باقی ہو تو میں تیار ہوں — اچھا ہے فوراً اس بات کا فیصلہ ہو جائے اور پھر یہ سلسلہ ختم ہو — بکے محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے یہاں سے جانے کے بعد تو میں پھر اس قسم کی کوئی بات نہ کر سکتوں گا۔

داریا : اچھا — میں نے خود نہیں کیا تھا۔ (وقف) ویسے ہمارا حقو میرٹ
بھی لوٹ گیا ہے — (وقف)

(باہر سے آواز آتی ہے میرٹ لائی لکسی دھم
لوپاخن : رگرا بہت دیر سے اسی آواز کے انتظار میں ہو) ابھی آنا ہوں
اک منٹ میں۔

(خیزی سے باہر جاتا ہے)
(داریا جراب کپڑوں کے بندل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور وہی
پریشانی ہے آہستہ آہستہ دہری ہے۔ دروازہ کھلتا ہے۔ اند
اندرونا خاموشی سے داخل ہوتی ہے۔)

اندرونا : کیوں — ؟ — اچھا اب میں چنا چاہیے۔
داریا : (روتا بند کرتی ہے اور آنسو روچھتی ہے) ہاں وقت ہو چکا
پیارے ما — اگر گاڑی نہ ملے تو میں آج کسی نہ کسی طرح رگڑی
کے ہاں پہنچ جاتی گی۔

(دروازے سے آواز دہری ہے۔ آیا داخل ہوتی ہے۔ اس
کے ساتھ گاویہ اور اڈاروٹا بھی آئے ہیں۔ گاویہ نے ایک لمبا
گرم کوٹ پہن رکھا ہے جس کے ساتھ ٹوٹی بھی ہے۔ نوکر اور
گاڑی بان بھی کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ یاہلی ہر دوت مسلمان کے
قریب مصروف نظر آ رہا ہے۔)
اندرونا : اب ہم سفر شروع کر سکتے ہیں۔

لوپاخن : داریا ہائیڈرا تو یہاں سے کہاں جا رہی ہو؟
داریا : میں ؟ رگڑی کے ان — مجھے وہاں کام مل گیا ہے۔ میں ان
لوگوں کے گھر کی دیکھ بھال کیا کروں گی — یا اسی قسم کا کوئی
کام —

لوپاخن : کیا وہ یاخنیو دیں ہیں ؟ — اہی نا — یہاں سے قریب
شہر میل کے فاصلے پر (وقف) اچھا تو اس گھر میں تو اب زندگی
ختم ہو رہی ہے —

داریا : (مسلمان کا معائنہ کرتے ہوئے) لیکن وہ گنی کہاں ؟ — یاہر سکتا
ہے میں نے اسے صندوق میں بند کر دیا ہو — ہاں اس گھر
میں اب زندگی ختم ہو رہی ہے — یہاں اب اور کیا رہا
ہے —

لوپاخن : میں بہت جلد غاراکوف روانہ ہو جاؤں گا — وہاں مجھے
بہت سے کام کرنے ہیں۔ یہاں یاہلی ہر دوت کو بچھڑاؤں گا۔
اسے میں نے اس کام پر نوکر رکھ دیا ہے۔

داریا : ہاں —
لوپاخن : تمہیں یاد ہو گا کہ پچھلے سال اس زمانے میں برنٹ پڑ رہی تھی۔
لیکن اس سال موسم پڑ سکوں ہے۔ اور ٹھہر چکی ہوئی ہے۔
ویسے سردی تو بڑھتی جا رہی ہے۔ تین ڈگری ڈالا پڑا ہے۔

تھے —

اندر لیونا: کیا ان لوگوں نے سب سلمان باہر نکال دیا۔

لوپاخن: ہاں معلوم تھا ایسا ہی ہوتا ہے۔ (پانی ہو روٹ سے بچا ہے کوٹ پہنا رہا ہے) ذرا جا کر دیکھنا کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے یا نہیں؟
پانی ہو روٹ: (دیشی ہوئی آواز میں) پریشان ہونے کی ضرورت نہیں
یروملائی انکسی صبح۔

لوپاخن: تم اس طرح کیوں بول رہے ہو؟
پانی ہو روٹ: میں نے ابھی ابھی پانی پیا تھا، اس کے ساتھ ذیہ کوئی چیز
حلق کے اندر چلی گئی ہے۔

یاسشا: (نفرت سے) جہالت کی بھی حد ہوتی ہے۔

اندر لیونا: ہمارے ہاتھ کے بعد یہاں کوئی بھی ذیہ روٹ نہیں رہے گا۔

لوپاخن: اگلی بہار کی آمد تک۔

واریا: (دیکھ کر بندوں میں سے ایک پتھری گھسیٹ کر نکالتی ہے وہاں
میں کر دیکھ رہا تھا ہے گریا ڈر گیا ہے) آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔
میرا ایسا تو کوئی ارادہ نہیں تھا۔

ترونی موف: خواتین اور حضرات آئیے اب گاڑی میں سوار ہو جائیے۔ وقت
ہو چکا ہے۔ ٹرین آنے والی ہوگی۔

واریا: پیتیا تو یہ ہیں تمہارے برف کے جوتے۔ سوٹ کیس کے قریب
— اُنٹ کس قسم کے گندے اور پھٹے پٹاٹے ہیں۔

آنبیا: ہاں اب ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔

گادیلو: میرے دوستو — میرے پیارے دوستو — اب جگہ میں ہمیشہ کے
تھے یہ گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس وقت خاموش
رہوں اور آپ کے سامنے ان خیالات اور جذبات کا اظہار نہ کروں
جو اس وقت میرے دل میں آئندے ہیں۔

آنبیا: (تمسیمی انداز میں) اموں جان!

واریا: پیارے اموں جان — اب ختم کیجئے۔

گادیلو: "میں نے سُرخ گیند نکالی اور آگے چل دیا۔" اچھا میں خاموش
ہوا جاتا ہوں۔

(لوپاخن اور ترونی موف داخل ہوتے ہیں)

ترونی موف: خواتین اور حضرات روانگی کا وقت ہو چکا ہے۔

لوپاخن: پانی ہو روٹ میرا کوٹ دینا۔

اندر لیونا: میں یہاں ایک منٹ اور بیٹھا چاہتی ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
جیسے میں نے اس گھر کے دروازے کو صبر معنوں میں پہلے نہیں دیکھا
ہی تھا۔ اور اب جب دیکھ رہی ہوں تو میرے دل میں محبت
اور تعلق کی ایک چشمہ نمودار ہو رہا ہے۔

گادیلو: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار جب میں چھ سال کا تھا۔ اندوہ
ردمانی تخلیق کا دن تھا، تو میں یہاں اس کوڑا کی میں بیٹھا ہوا تھا
اور اپنے ابا کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس وقت گر جا رہا ہے

ترونی موف: (جوتے پہنتے ہوئے) بس اب چلتے خواتین اور حضرات۔
گادیلو: (بہت گھبراہوا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب دوپٹے لگا)۔
فرین: اسٹیشن۔ میں نے سچ کی جیب میں ڈھونڈا
اور ہر نکال کر۔

اندریونا: چلے جلتے ہیں۔

لوپاخن: یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ (راہیں طرف کا دروازہ بند کرتا ہے) یہاں پر کچھ سامان پڑا ہے اسے بھی لگا دینا چاہیے۔ چلتے چلتے ہیں۔

آشیہ: خدا حافظ تمہارے گھر۔ خدا حافظ برائی زندگی۔

ترونی موف: نئی زندگی۔ خوش آمدید! (آشیا کے ساتھ باہر جاتا ہے)۔

(داریا کمرے میں چاروں طرف ایک نظر ڈالتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ باہر جاتی ہے۔ یاخا اور شاروٹا اپنے کتے کے ساتھ) باہر جاتے ہیں۔

لوپاخن: ہاں قراگلی بہا رک آؤنگ۔ خواتین اور حضرات چلتے۔۔۔ خدا حافظ۔ (باہر جاتا ہے)۔

(اب صرف اندریونا اور گادیلو کمرے میں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس لمحے کا آئینہ لڑکھڑکھ رہا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو گھٹے لگاتے ہیں اور آہستہ آہستہ روتے ہیں۔ دونوں بہت ضبط کر رہے ہیں تاکہ

باہر کسی کمران کی کواڑ نہ جانتے)

گادیلو: بہن۔ میری پیاری بہن۔

اندریونا: آہ میرے پیارے۔ میرے عزیز۔ میرے بھی پیری

کے باغ۔ میری زندگی۔ میری جوانی۔ میری

مسرتوں۔ خدا حافظ۔ خدا حافظ۔

(آشیا کی آواز آتی ہے جو اسے خوشی بھرے لہجے میں پکارتی ہے۔ "اے۔")

(ترونی موف بھی غرض اور ہوش بھرے لہجے میں پکارتا ہے۔ "آ۔ آ۔ آ۔ ہو")

اندریونا: آہ یہ دیواریں۔ یہ دیوچے۔ آج میں انہیں آخری بار

دیکھ رہی ہوں۔ امان کتنے شوق سے اس کمرے میں ادھر ادھر بھاگتی تھیں۔

گادیلو: بہن۔ میری بہن

آشیا کی آواز: "۔"

ترونی موف کی آواز: آ۔ آ۔ آ۔ ہو۔

اندریونا: ہم کہہ رہے ہیں۔ (دونوں باہر جاتے ہیں)

(اب شہیج خالی ہے۔ باہر سے قتل بند کرنے کی آواز آتی ہے۔ اس کے بعد گادیلو کے رونا ہونے کی آواز آتی ہے۔ اس کے بعد چند لمحے کے خاموشی چھا جاتی ہے۔ ڈور سے گھڑائی سے درخت

مطبوعہ: جمال پرنٹنگ پریس - دہلی
سرورق مطبوعہ: پنجابی پریس، مشرقی دہلی